ماہنامہ

انصار اللہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام درنعت و مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

حُسنِ رُوئے اُو، بہ از صد آفتاب و ماہتاب خاکِ کُوئے اُو، بہ از صد نافہِ مُشکِ تتار

ہست اُو، از عقل و فکر و فہمِ مَردم، دُور تر کے مجالِ فکر، تا آں بحرِ ناپیدا کنار

رُوحِ اُو در گُفتنِ قولِ بَلیٰ اوّل کسے آدمِ توحید و پیش از آدمش، پیوندِ یار

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵)

(ترجمہ) اُس (سیدنا حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرہ کا حُسن سینکڑوں چاند اور سورج سے بہتر ہے۔ اس کے کوچہ کی خاک مشک تاتار کے سینکڑوں نافوں سے زیادہ خوشبو رکھتی ہے۔ وہ لوگوں کی عقل اور سمجھ سے بالاتر ہے اور فکر کی کیا مجال کہ اس بے کنار اور حد بست نہ رکھنے والے سمندر تک پہنچ سکے۔ قول بَلیٰ کہنے میں اس کی روح سب سے اول ہے وہ توحید کا آدمؑ اور آدمؑ سے بھی پہلے حقیقی یار سے اُس کا تعلق تھا۔

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

جون ۲۰۰۱ء

''وجود پاک جامع کمالاتِ متفرقہ''

حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں :-

''............ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں- کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالاتِ متفرقہ ہے- پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی اور آدمؑ بھی اور ابراہیمؑ بھی اور یوسفؑ بھی اور یعقوبؑ بھی- اسی کی طرف اللہ جلّشانہٗ اشارہ فرماتا ہے فبھدٰھم اقتدہ (الانعام: ۹۱) یعنی اے رسول تو ان تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کر لے- جو ہر یک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا- پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں اور درحقیقت محمدؐ کا نام صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ محمد کے یہ معنی ہیں کہ بغائیت تعریف کیا گیا- اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصوّر ہو سکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالاتِ متفرقہ اور صفاتِ خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں- چنانچہ قرآن کریم کی بہت سی آیتیں جن کا اس وقت لکھنا موجب طوالت ہے اسی پر دلالت کرتی بلکہ بصراحت بتلاتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعہ انبیاء تھی- اور ہر ایک نبی نے اپنے وجود کے ساتھ مناسبت پا کر یہی خیال کیا کہ میرے نام پر وہ آنے والا ہے-.................''

(آئینہ کمالات اسلام- روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۴۳)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ **انصار اللہ**

ایڈیٹر: نصر اللہ خاں ناصر

احسان ۱۳۸۰ ہش

جون ۲۰۰۱ء

جلد نمبر-------۴۲

شمارہ نمبر--------۶

اس شمارہ میں

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دارالصدر جنوبی چناب نگر (ربوہ)

شرح چندہ

پاکستان: ---------- ستر روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ: ---------- سات روپے

اداریہ

محبتِ الٰہی ــــــ محبت رسولؐ

انبیاء و مصلحین کی بعثت اور مذہب کی بنیادی غرض یہی ہے کہ انسان حقیقی عبد کا روپ دھارے- وہ اپنے خالق و مالک اور محسنِ حقیقی کو شناخت کرے یہی مقصد ہے عمرِ دنیا کے اس آخری دور میں' حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت کا- آپ کا اعلیٰ وارفع وجود، جو دینِ کامل اور اکمل وافضل قرآن عظیم کا حامل ٹھہرا- آپ ہی بنی نوع انسان کے لئے اسوۂ کامل ہیں-حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں-

''وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمال تام کا نمونہ عِلماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا''

(اتمام الحجۃ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۰۸)

تو یہی وہ کامل اور پاک روحانی وجود اسوۂ حسنہ قرار پا سکتا تھا جس کی سچی اتباع اور کامل پیروی سے محبت الٰہی حاصل ہونا ممکن تھی- اس لئے قرآن کریم نے بھی آپ کی کامل پیروی اور سچی اتباع کو اسوہ قرار دیا-

قرآن کے مطابق ہر دو محبتیں یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت انسان سے اور انسان کی محبت اپنے اللہ سے باہم مربوط اور لازم وملزوم ہیں اور پھر آنحضرت ﷺ کی سچی پیروی اور اتباع اس حد تک کہ آپؐ کی محبت میں فنا ہو اور اس محبت میں دامے درمے قدمے سخنے اتصال کامل ہو- حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی اسی سچی اتباع کے فیوض و برکات کے ذکر میں ہی حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''............آپؐ کے انوار و برکات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ ابدالآباد تک اس کا نمونہ اور ظل نظر آتا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی جو کچھ خدا تعالیٰ کا فیض اور فضل نازل ہو رہا ہے وہ آپؐ ہی کی اطاعت اور آپؐ ہی کی اتباع سے ملتا ہے- میں سچ کہتا ہوں...کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں کھویا نہ جائے اور اس کا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے-قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعُونی یحببکم اللّٰہ- (آل عمران : ۳۲)

اور خدا تعالیٰ کے اس دعویٰ کی عملی اور زندہ دلیل میں ہوں- ان نشانات کے ساتھ جو خدا تعالیٰ کے محبوبوں اور ولیوں کے قرآن شریف میں مقرر ہیں، مجھے شناخت کرو-''

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۳۲)

خدا کرے کہ ہم اس محبت کو پالیں اور دعویٰ محبت کی عملی تصویر اور زندہ دلیل بنیں- آمین

احمدیت کے نامور فدائی اور دین کیلئے خدمات جلیلہ بجالانے والے مخلصین کی وفات

ماہ اپریل اور مئی ۲۰۰۱ء میں جماعت احمدیہ کے ایک جید بزرگ اور عالم دین محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب یو-ایس اے، ایک نہایت مخلص منتظم محترم مولوی عبدالعزیز صاحب بھامبڑی سابق محتسب نظارت امور عامہ کینیڈا میں، ایک باوفا ممتاز قانون دان اور خادم سلسلہ محترم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ صدر قضا بورڈ اور سینیئر مربی اور پروفیسر جامعہ احمدیہ محترم مولوی عبدالسلام طاہر صاحب اپنے محبوب حقیقی سے جاملے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن -ادارہ کی طرف سے ان مخلص اور نامور فدائیوں کا مختصراً ذکر ذیل میں دیا جارہا ہے-

محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب: مورخہ ۹ مئی ۲۰۰۱ء کو محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب بعمر تقریباً ۹۱ سال واشنگٹن یو-ایس-اے میں رحلت فرما گئے- آپ نے ۷۰ سال تک دنیا کے چار براعظموں افریقہ، یورپ، ایشیا اور امریکہ میں بحیثیت مربی سلسلہ احمدیہ، قرآن کریم کے سواحیلی مترجم اور مختلف انتظامی عہدوں پر خدمات جلیلہ سرانجام دیں- ۱۹۳۴ء سے ۲۸ سال تک مشرقی افریقہ اور پھر سالہا سال تک یورپ میں عیسائیت کے مرکز برطانیہ اور پھر یو-ایس-اے میں دعوت الی اللہ، تربیت اور انتظامی فرائض پر مامور رہے- مشرقی افریقہ کی سواحیلی زبان میں ترجمہ قرآن کریم اور اخبار East African Times کا اجراء آپ کی نمایاں خدمات ہیں- سلسلہ کے مخالف مناظر مولوی لال حسین اختر صاحب پر مشرقی افریقہ کی سرزمین پر اتمام حجت، امریکی عیسائی مناد ڈاکٹر بلی گراہم کو روحانی مقابلہ کی دعوت دی- آپ نے مرکز سلسلہ میں نائب ناظر اصلاح وارشاد وایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن وقف عارضی) سیکرٹری حدیقۃ المبشرین وفضل عمر فاؤنڈیشن اور جلسہ سالانہ اجتماعات اور برصغیر کے طول وعرض میں لیکچرز اور تقاریر کے ذریعہ خدمات کی توفیق پائی اور تادم آخر اس سعادت سے بہرہ ور رہے-

محترم مولوی عبدالعزیز صاحب بھامبڑی: مورخہ ۲۱-۲۲ر اپریل کی درمیانی شب محترم مولوی عبدالعزیز صاحب کینیڈا میں وفات پاگئے- موصوف نے ۴۸ سال تک سلسلہ کی خدمات کی توفیق پائی- آپ نے قیام پاکستان سے قبل اور بعد تین

مرتبہ راہِ مولیٰ میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ آپ بڑے معاملہ فہم صائب الرائے اور جرات مند خادم سلسلہ تھے۔

محترم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ: مورخہ ۱۷ مئی ۲۰۰۱ء کو لاہور میں محترم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ المعروف C.A. Rahman بعمر ۶۸ سال وفات پاگئے۔ آپ ایک تجربہ کار وکیل اور ممتاز قانون دان تھے اور لاء کالج میں بطور پروفیسر تدریسی فرائض بھی سرانجام دے رہے تھے۔

آپ ایک لمبا عرصہ امیر جماعت احمدیہ ضلع گوجرانوالہ رہے خصوصاً ۱۹۷۴ء کے دورِ ابتلاء میں آپ کی رہائش گاہ مظلوم اور لٹے گھروں والے احمدیوں کا مسکن بنی۔ جہاں آپ نے احمدی بھائیوں سے بے حد ہمدردی اور محبت کا نمونہ دکھایا۔ آپ مارچ ۱۹۸۸ء سے تا حال تقریباً ۱۳ سال تک صدر قضاء بورڈ کی نہایت اہم ذمہ داریاں ادا کرتے رہے۔ جبکہ ممبر (قضا بورڈ) ۱۹۶۸ء میں مقرر ہوئے ۱۹۷۶ء میں ممبر افتاء کمیٹی ۱۹۹۵ء سے نائب صدر افتاء کمیٹی اور ۱۹۸۳ء سے اپنی وفات تک مجلس تحریک جدید کے ممبر رہے۔ مجلس شوریٰ میں سب کمیٹیوں کے ممبر اور صدر بھی مقرر ہوتے رہے۔

محترم چوہدری صاحب کے والد محترم عبدالحمید صاحب وڑائچ آپ کے دادا چوہدری غلام حسین صاحب اور نانا چوہدری محمد حسین صاحب باجوہ آف تلونڈی عنایت خاں اور آپ کی والدہ محترمہ رسول بی بی صاحبہ رفقائے بانی سلسلہ احمدیہ میں سے تھے۔ اس طرح موصوف ددھیال اور ننھیال کی طرف سے مخلص خاندانوں کے چشم و چراغ تھے۔

محترم مولانا عبدالسلام طاہر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ: مورخہ ۲۸ مئی ۲۰۰۱ء کو معروف مربی سلسلہ احمدیہ اور پروفیسر جامعہ احمدیہ محترم مولانا عبدالسلام طاہر صاحب بعمر ۵۷ سال رحلت فرما گئے۔ جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے بعد ۱۹۷۱ء میں موصوف کو بحیثیت مربی سلسلہ احمدیہ جماعت احمدیہ تر گڑی، لاڑکانہ، کراچی، سمبڑیال اور راولپنڈی میں تربیتی خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ آپ ایک پُر جوش داعی الی اللہ اور اچھے مقرر تھے جلسہ سالانہ ۱۹۸۱ء، ۱۹۸۲ء اور ۱۹۸۳ء میں تقریر کرنے کی بھی توفیق پائی۔ مجلس انصاراللہ پاکستان میں قائد تعلیم القرآن کے طور پر بھی امور سرانجام دئے اور جلسہ سالانہ یوکے ۱۹۹۰ء میں مجلس انصاراللہ پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے بھی شرکت کی ایم۔ٹی۔اے پر آپ کے متعدد درس الحدیث بھی نشر ہوئے آپ ایک عرصہ سے جگر کی خرابی کے باعث بیمار چلے آرہے تھے۔ چنانچہ شیخ زید ہسپتال لاہور میں اسی بیماری سے وفات ہوئی۔

سلسلہ احمدیہ کے ان نامور مخلصین کی تدفین ان کی وصیت کے باعث بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ ہمارے لئے یہ المناک سانحات ہیں۔ ادارہ ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ مرحومین کے اہل وعیال جملہ اعزہ و اقارب سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین۔ (ادارہ)

امام الکلام

''خدا نما ست وجودش برائے عالمیاں''

آنحضرت ﷺ کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفی ﷺ ہے کیونکہ دوسرے نبیوں کی امتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں۔ اور صرف گذشتہ قصے اور کہانیاں ان کے پاس ہیں مگر یہ امت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ نشان پاتی ہے۔ لہذا اس امت میں اکثر عارف ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر اس درجہ کا یقین رکھتے ہیں کہ گویا اس کو دیکھتے ہیں اور دوسری قوموں کو خدا تعالیٰ کی نسبت یہ یقین نصیب نہیں۔ لہذا ہماری روح سے یہ گواہی نکلتی ہے کہ سچا اور صحیح مذہب صرف اسلام ہے.......... ہم آنحضرت ﷺ کی پیروی کر کے خود ان نشانوں کو پالیتے ہیں۔ لہذا معائنہ اور مشاہدہ کی برکت سے ہم حق الیقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ سو اس کامل اور مقدس نبیؐ کی کس قدر شان بزرگ ہے جس کی نبوت ہمیشہ طالبوں کو تازہ ثبوت دکھلاتی رہتی ہے اور ہم متواتر نشانوں کی برکت سے اس کمال سے مراتب عالیہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو ہم آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ پس مذہب اسے کہتے ہیں اور سچا نبی اس کا نام ہے جس کی سچائی کی ہمیشہ تازہ بہار نظر آئے۔ محض قصوں پر جن میں ہزاروں طرح کی کمی بیشی کا امکان ہے بھروسہ کر لینا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ دنیا میں صدہا لوگ خدا بنائے گئے اور صدہا پرانے افسانوں کے ذریعہ سے کراماتی کر کے مانے جاتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ سچا کراماتی وہی ہے جس کی کرامات کا دریا کبھی خشک نہ ہو۔ سو وہ شخص ہمارے سید و مولیٰ نبی ﷺ ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانے میں اس کامل اور مقدس کے نشان دکھلانے کے لئے کسی نہ کسی کو بھیجا ہے۔ اور اس زمانے میں مسیح موعود کے نام سے مجھے بھیجا ہے۔ دیکھو آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور طرح طرح کے خوارق ظہور میں آرہے ہیں اور ہر ایک حق کا طالب ہمارے پاس رہ کر نشانوں کو دیکھ سکتا ہے گو وہ عیسائی ہو یا یہودی یا آریہ، یہ سب برکات ہمارے نبی ﷺ کے ہیں۔

محمدؐ است امام و چراغ ہر دو جہاں　　محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں

خدا نگویمش از ترسِ حق مگر بخدا　　خدا نما ست وجودش برائے عالمیاں

(کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۵ تا ۱۵۷ حاشیہ)

کلام الامام

دین فطرت کی حسین تعلیم - آزادی ضمیر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ ۲۹ دسمبر ۱۹۷۸ء میں ''آزادی ضمیر اور عقیدہ'' کے بارہ میں فرماتے ہیں:-

''اللہ تعالیٰ نے ہر دو جہاں کو جو پیدا کیا تو ایک نقطہ نگاہ سے یہ مخلوق دو حصوں میں بٹ جاتی ہے- ایک بڑا حصہ تو وہ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم اور اس کی منشاء کے مطابق جو کہا جاتا ہے، وہ کرتا ہے- اور دوسرا حصہ وہ ہے کہ جسے یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر چاہے تو اپنے خدا کی بات کو مانے اور اگر چاہے تو اپنے رب کی بات ماننے سے انکار کر دے- یہ دوسری قسم کی مخلوق انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزادی دی گئی ہے-

انسان کے علاوہ ہر چیز جو ہے خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرے، وہ کرتی ہے- فرشتوں کے متعلق قرآن کریم میں یہ آیا ہے یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حکم دیا جاتا ہے اس کے مطابق وہ عمل کرتے ہیں.......... ہواؤں کو حکم ہوتا ہے وہ مان رہی ہیں درختوں کو حکم ہوتا ہے پتے گرا دو (ایک خاص موسم میں) وہ گرا رہے ہیں- کھیتوں کو حکم ہوتا ہے کبھی یہ کہ اچھی فصلیں اُگاؤ وہ اچھی فصلیں اُگا دیتے ہیں- کبھی خدا کہتا ہے کہ میں اس خطہ ارض سے ناراض ہوں قحط کے آثار پیدا کر دو، زمین قحط کے آثار پیدا کر دیتی ہے، وہی زمین جو کچھ عرصہ پہلے ان کے لئے کھانے کا سامان پیدا کر رہی ہوتی ہے-

اسلام دین فطرت ہے اس لئے جہاں تک انسان کا تعلق ہے انسانی زندگی میں جبر کا تصور، خدا تعالیٰ کا جو منصوبہ اس کائنات کے بنانے میں ہے اس کے خلاف ہے- کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ انسان سے بھی جبراً اپنی بات منواتا تو ایک انسان اور ایک گدھے میں کوئی فرق نہ رہتا- یا ایک انسان اور ایک درخت میں یا ایک پتھر میں کوئی فرق نہ رہتا- اسلام فطرت انسانی کے عین مطابق ہونے کی وجہ سے اس قدر حسین تعلیم آزادی ضمیر کے متعلق اور آزادی عقیدہ کے متعلق دیتا ہے کہ وہ دنیا کے لئے ایک نمونہ ہے- دنیا میں صرف مذاہب ہی نہیں جو مذہب کے نام پر جبر کرتے ہیں یا جبر کو روا رکھتے ہیں بلکہ آزادی ضمیر کے خلاف بہت سارے ایسے فلسفیانہ تخیلات بھی ہیں کہ جو جبر کو جائز سمجھتے اور اس پر عمل کرنے والے ہیں- اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا-

.... یہ دین فطرت .... یہ کامل ہدایت کا حامل دین .... ایک کامل کتاب آ گئی اس سے زیادہ انسانی ضروریات کو پورا کرنے والی، اس سے زیادہ انسان پر احسان کرنے والی، اس سے زیادہ انسان کو خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں دکھانے والی دنیا میں اور کوئی تعلیم نہیں..........''

(خطبہ جمعہ ۲۹ دسمبر ۱۹۷۸ء)

عربی منظوم کلام

وَنَبِیُّنَا حَیٌّ وَّاِنِّیْ شَاهِدٌ　　　وَقَدِ اقْتَطَفْتُ قَطَائِفَ اللُّقْیَانِ

اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور بے شک میں گواہ ہوں اور میں نے آپ کی ملاقات کے ثمرات حاصل کئے ہیں۔

وَرَأَیْتُ فِیْ رَیْعَانِ عُمْرِیْ وَجْهَهُ　　　ثُمَّ النَّبِیُّ بِیَقْظَتِیْ لَاقَانِیْ

میں نے تو عین شباب میں ہی آپؐ کا چہرہ مبارک دیکھا۔ پھر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) میری بیداری میں بھی مجھے ملے ہیں

اِنِّیْ لَقَدْ اُحْیِیْتُ مِنْ اِحْیَائِهٖ　　　وَاهًا لِاِعْجَازٍ فَمَا اَحْیَانِیْ

بے شک میں آپ کے زندہ کرنے سے ہی زندہ ہوا ہوں۔ سبحان اللہ! کیا اعجاز ہے اور مجھے خوب زندہ کیا ہے!

یَارَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّكَ دَائِمًا　　　فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا وَبَعْثٍ ثَانٍ

اے میرے ربّ! اپنے نبی پر ہمیشہ درود بھیجتا رہ۔ اس دنیا میں بھی اور دوسری بعثت میں بھی۔

یَا سَیِّدِیْ قَدْ جِئْتُ بَابَكَ لَاهِفًا　　　وَالْقَوْمُ بِالْاِكْفَارِ قَدْ اٰذَانِیْ

اے میرے آقا! میں تیرے دروازے پر مظلوم و مضطر فریادی کی حالت میں آیا ہوں جب کہ قوم نے کافر کہہ کر ایذا دی ہے۔

لِلّٰهِ دَرُّكَ یَا إِمَامَ الْعَالَمِ　　　اَنْتَ السَّبُوْقُ وَسَیِّدُ الشُّجْعَانِ

آفرین تجھ پر اے دنیا کے امام! تو سب پر سبقت لے گیا ہے اور بہادروں کا سردار ہے

اُنْظُرْ إِلَیَّ بِرَحْمَةٍ وَّتَحَنُّنٍ　　　یَاسَیِّدِیْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانِ

تو مجھ پر رحمت اور شفقت کی نظر کر۔ اے میرے آقا! میں ایک حقیر ترین غلام ہوں

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر ۵ صفحہ ۵۹۴-۵۹۳)

فارسی منظوم کلام

سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ
میرا سر احمدؐ کی خاک پا پر نثار ہے اور میرا دل ہر وقت محمدؐ پر قربان

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم نثارِ روئے تابانِ محمدؐ
رسول اللہ کے زلفوں کی قسم کہ میں محمدؐ کے نورانی چہرے پر قربان ہوں۔

دریں رہ گر کشندم وربسوزند نتابم رُو زِ ایوان محمدؐ
اس راہ میں اگر مجھے قتل کر دیا جاوے یا جلا دیا جاوے تو پھر بھی میں محمدؐ کی بارگاہ سے منہ نہیں پھیروں گا

بسے سہل است از دُنیا بریدن بیادِ حُسن و احسانِ محمدؐ
دنیا سے قطع تعلق کرنا نہایت آسان ہے کہ محمدؐ کے حسن واحسان کو یاد کرلے

فدا شد در رہش ہر ذرۂ من کہ دیدم حُسنِ پنہانِ محمدؐ
اس کی راہ میں میرا ہر ذرہ قربان ہے کیونکہ میں نے محمدؐ کا مخفی حسن دیکھ لیا ہے۔

دگر اُستاد را نامے ندانم کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ
میں اور کسی استاد کا نام نہیں جانتا کیونکہ میں تو محمدؐ کے مکتب میں پڑھا ہوں

بدیگر دلبرے کارے ندارم کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ
اور کسی دلبر سے مجھے تعلق نہیں کہ میں تو محمدؐ کے ناز وادا کا مقتول ہوں۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر ۵ صفحہ ۶۴۹)

جماعت احمدیہ برطانیہ کی قرارداد تعزیت

بروفات ممتاز عالم اور بزرگ محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب

جماعت احمدیہ کے لئے یہ خبر بہت رنج و غم کا باعث ہے کہ سلسلہ کے ممتاز خادم، نامور داعی الی اللہ اور بے لوث خادم مکرم و محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا بیرونِ ملک خدمات کا سلسلہ ۱۹۳۴ء میں شروع ہوا جب کہ آپ کو.........مشرقی افریقہ بھجوایا۔ جہاں ۲۸ سال خدمات سلسلہ کی توفیق ملی۔ ابتدا میں آپ چار ممالک کینیا، یوگنڈا، ٹانگانیکا اور زنجبار کے انچارج مربی سلسلہ تھے۔۶۲-۱۹۶۱ء میں ٹانگانیکا اور زنجبار تنزانیہ کی شکل میں دنیا کے نقشہ پر ابھرے تو ان ممالک میں جماعتی نظام کو بھی علیحدہ علیحدہ کر دیا گیا اور محترم شیخ صاحب کینیا کے امیر مربی انچارج مقرر ہوئے۔مشرقی افریقہ میں لال حسین اختر کا مناظرہ اور امریکی پادری بلی گراہم (Billy Graham) کو آپ کی طرف سے دیئے گئے دعا کے چیلنج اور اس کا فرار تو افریقہ کے اخبارات کی شہ سرخیوں کا مضمون بنتے رہے۔ محترم شیخ عمری عبیدی صاحب (سابق وزیر انصاف تنزانیہ) ۱۹۳۶ء میں محترم شیخ مبارک احمد صاحب کے ذریعہ ہی بفضلِ تعالیٰ احمدی ہوئے۔ایک عظیم سعادت جو آپ کے حصہ میں آئی وہ ۱۹۳۹ء تا ۱۹۵۳ قرآن کریم کا سواحیلی زبان میں ترجمہ کرنا اور اس کی اشاعت ہے۔ نیز ۱۹۴۴ء میں کشتی نوح کا سواحیلی ترجمہ شائع کرنے کی بھی توفیق ملی۔ حدیقۃ الصالحین Garden of the Righteous کا سواحیلی ترجمہ کیا۔

مرکز میں آپ بطور نائب ناظر اصلاح وارشاد، ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن) سیکرٹری فضلِ عمر فاؤنڈیشن اور سیکرٹری حدیقۃ المبشرین جیسے اہم عہدوں پر فائز رہے۔سترہ سال مرکز میں قیام کے بعد آپ نے برطانیہ میں ۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۳ء بطور امیر و مربی انچارج قیام کیا اور اس چار سال کے عرصہ میں جماعت کو نو مقامات پر نئے مشن ہاؤسز قائم کرنے کی توفیق ملی۔یعنی آکسفورڈ، ساؤتھ ہال، برمنگھم، کرائیڈن، مانچسٹر، بریڈفورڈ، ہڈرزفیلڈ، جیلنگھم اور ایسٹ لندن۔

۱۹۸۳ء میں آپ کو امریکہ کا مشن انچارج مقرر کیا جہاں آپ کے سات سال کے عرصہ قیام میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تیرہ مختلف مقامات پر مشن ہاؤسز کا قیام اور پانچ بیوت الذکر کی تعمیر ہوئی اور امریکہ ہی میں ۱۹۹۱ء میں اپنے فرائض منصبی سے سبکدوش ہوئے۔انتھک محنت، سلسلہ کے ساتھ کامل وفاداری، توکل علی اللہ، والہانہ لگن، بے مثال کوشش اور اطاعت امام آپ کی زندگی کے جلی عنوانات رہے۔آپ کی وفات بروز بدھ نو مئی ۲۰۰۱ء رات قریباً سوا ایک بجے امریکہ میں ہوئی۔نماز جنازہ کے بعد آپ کے جسد خاکی کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

ممبران جماعتِ احمدیہ برطانیہ ان کی وفات پر ان کی اہلیہ محترمہ اور بچوں اور دیگر افراد خاندان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔محترم شیخ صاحب پر اللہ تعالیٰ ہمیشہ بے شمار رحمتیں نازل فرماتا رہے اور لواحقین کا ہمیشہ خود حافظ و ناصر ہو (ہم ہیں ممبران جماعت احمدیہ برطانیہ)

سیرت النبیؐ کا ایک ورق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پاکیزہ دعا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود............ آنحضرت ﷺ کی ایک پاکیزہ دعا کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

''............ آپ بدی اور ظلمت سے سخت متنفر تھے اور آپ کے دل کے ہر گوشہ میں نور ایمان متمکن تھا اور وہ ثبوت آپ کی ایک دعا ہے جو آپ کے دلی جذبات کی مظہر ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ آپ صبح کی سنتوں کے بعد یہ دعا مانگتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَفِیْ سَمْعِیِ نورًا وَعَنْ یَمِیْنِی نُورا وَعَنْ یَسَارِیْ نُوْرًا وَفَوْقِیْ نُوْرًا وَتَحْتِیْ نُورًا وَاَمَامِیْ نُوْرًا وَخَلْفِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا (بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذانتبه من اللّیل)

یعنی اے اللہ میرے دل کو نور سے بھر دے اور میری آنکھوں کو بھی اور میرے کانوں کو بھی نور سے بھر دے اور میرے دائیں طرف بھی نور کر دے اور بائیں طرف بھی اور میرے اوپر بھی نور کر دے اور نیچے بھی نور کر دے اور نور کو میرے آگے بھی کر دے اور پیچھے بھی کر دے اور میرے لئے نور ہی نور کر دے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سننے کا اتفاق مجھے اس طرح ہوا کہ میں اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک دن سویا جو رسول کریمؐ کی ازواج مطہرات میں سے تھیں اور میں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا کہ اس طرح دعا مانگتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔ پس یہ دعا ایسے خلوت کے وقت کی ہے کہ جس وقت انسان اپنے خدا سے آزادی کے ساتھ اپنا حال دل عرض کرتا ہے۔ اور اگرچہ خدا تعالیٰ پہلے ہی سے انسان کے خفیہ سے خفیہ خیالات کو جانتا ہے پھر بھی چونکہ فطرت انسانی اسے عرض حال پر مجبور کرتی ہے اس لئے بہتر سے بہتر وقت جس وقت انسان کو حقیقی خواہشات کا علم ہو سکتا ہے وہ وقت ہے کہ وہ سب دنیا سے علیحدہ ہو کر اپنے گھر میں اپنے رب سے عاجزانہ التجا کرتا ہے کہ میری فلاں فلاں خواہش کو پورا کر دیں یا فلاں فلاں انعام مجھ پر فرما دیں۔

غرض کہ یہ دعا ایسے وقت کی ہے جب کہ خدا تعالیٰ کے سوا آپ کا محرم راز اور کوئی نہ تھا اور صرف ایک نابالغ بچہ اس وقت پاس تھا اور وہ بھی اپنے آپ کو علیحدہ رکھ کر چپکے چپکے آپ کے اعمال و حرکات کا معائنہ کر رہا تھا۔ اب اس دعا پر نظر ڈالو کہ یہ کس طرح آپ کے تقویٰ اور طہارت پر روشنی ڈالتی ہے۔ .... آپؐ ہر ایک قسم کی بدکلامی و بدگوئی، بداخلاقی اور بداعمالی سے پاک تھے اور یہی نہیں کہ پاک تھے بلکہ آپ کو بدی سے سخت نفرت اور نور اور نیکی اور تقویٰ سے پیار تھا اور یہی انسانی کمال کا اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ ہے یعنی وہ بدی سے بچے اور تقویٰ کی زندگی بسر کرے۔ ظلمت سے متنفر ہو اور نور سے محبت رکھے............''

(سیرت النبی صفحہ ۷۹-۸۰ ایڈیشن سوم ۱۹۸۳ء فضل عمر فاؤنڈیشن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت الی اللہ

بنی نوع انسان کے لئے سچی ہمدردی کا عظیم الشان نمونہ

(۱)

تحریر: نصراللہ خاں ناصر (ایڈیٹر)

رُوح اُو گفتن بلٰی اوّل کسے آدمِ توحید و پیش از آدمش پیوندِ یار

جانِ خود دادن پئے خلقِ خدا در فطرتش جاں نثارِ خستہ جاناں بے دلاں را غمگسار

ہمارے سید و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی ﷺ اس کائنات ارضی وسماوی میں نہایت اتم اکمل اور اعلیٰ وارفع وجود تھے اور آپ کا ہی وہ عظیم الشان وجود تھا جو روزِ ازل سے اس کائنات کی تخلیق کے لئے علتِ غائی قرار پایا اور خالق کائنات کے نزدیک یہی مطلوب ومقصود تھا۔

انسانی تخلیق کی غرض: تخلیق آدم کے یعنی نوع انسان کی پیدائش ایک حدیث میں نہایت درجہ خوبصورت انداز میں واضح کیا گیا ہے۔ اور یہیں سے اس رحمت ایزدی یعنی انبیاء و مصلحین کے مبعوث کئے جانے کی حکمت نظر آتی ہے۔ جیسا کہ اس حدیث قدسی بیان کیا گیا ہے۔

''کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ۔''

کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا، میں نے پسند کیا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے آدم کو پیدا کیا اس مخفی خزانہ سے متعارف اور متمتع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو پیدا کیا اور واضح کیا کہ اس تخلیق کی غرض ''اِلَّا لِیَعْبُدُوْن'' ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں۔ اس عبد کے لفظ میں بھی بڑا حسن پایا جاتا ہے۔

عبد کے معنی: عبد کے معنی ہیں طاع لہ وخضع و ذل و خدمہ' والتزم شرائع دینہ و وحدہ'' (اقرب الموارد) یعنی عبد کے معنی ہیں اس کی اطاعت کی اس کے حکم کے آگے سر جھکایا اور اس کی خدمت کی اور اس کے دین کے احکام پر التزام سے عمل کرنے لگا اور اس کی توحید کا اقرار کیا

(۲) عبد کے ایک معنی کسی کے نقش قبول کرنے کے ہیں چنانچہ کہتے ہیں طریقٌ معبدٌ ای مذللٌ یعنی ایسا رستہ جو کثرت آمد ورفت سے اس طرح ہوگیا ہو کہ پاؤں کے نقش قبول کرنے لگ جائے۔

(۳) حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اس کا مفہوم یوں بیان فرمایا ہے

''ہمارے نبی ﷺ کا نام عبد بھی ہے اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذل ہے اور عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے جس میں کسی قسم کا غلو اور بلندی اور عُجب نہ رہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مورٌ معبدٌ و طریقٌ معبدٌ جہاں راہ نہایت درست اور نرم اور سیدھا کیا جاتا ہے۔ اس کی راہ کو طریقٌ معبدٌ کہتے ہیں پس آنحضرت ﷺ اس لئے عبد کہلاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے تصرف اور تعلیم سے ان میں عملی کمال پیدا کیا اور ان کے نفس کو راہ کی طرح اپنی تجلیات کے گزر کے لئے نرم اور سیدھا اور صاف کیا اور اپنے تصرّف سے وہ استقامت جو عبودیت کی شرط ہے ان میں پیدا کی پس وہ علمی حالت کے لحاظ سے مہدی ہیں اور عملی کیفیت کے لحاظ سے جو خدا کے عمل سے ان میں پیدا ہوئی عبد ہیں۔ کیونکہ خدا نے ان کی روح پر اپنے ہاتھ سے وہ کام کیا ہے جو کوٹنے اور ہموار کرنے کے آلات سے اُس سڑک پر کیا جاتا ہے جس کو صاف اور ہموار بنانا چاہتے ہیں ....''

(ایام الصلح- روحانی خزائن جلد٤ صفحه ٣٩٤-٣٩٥ حاشیه)

عبد یا عبادت کے ان تمام معانی میں اطاعت، خضوع، مذلت، خدمت، محبوب کی تجویز کردہ راہوں پر تمام شرائط کے ساتھ چلنا اور اس کی وحدانیت اور یکتائی کو قبول کرنا ہے یہی عارفانہ رنگ میں ''صِبْغَةُ اللّٰه'' کو اختیار کرنا ہے یعنی محبوب کی تمام صفات کا عکس محب یعنی عبد پر منعکس ہونا اور قلب صافی کو اس کا آئینہ دار بنانا۔

سید الاوّلین والآخرین ﷺ کی بعثت: ہمارے سید و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت کا عظیم مقصد انسان کو اس کے مقام انسانیت پر فائز کرنا اور اسے حقیقی عبد کے روپ میں صفات باری تعالیٰ کا مظہر بنانا ہے آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے مقام رحمۃٌ للعالمین پر فائز کیا بلا لحاظ رنگ ونسل، تمام بنی نوع انسان کے لئے آپؐ کی دعوت الی اللہ تھی اور اس کے لئے جو فطرتی جوش اور سچی ہمدردی آپؐ کے قلب مصفّٰی میں موجزن تھی اس کی مثال زمین سے خزانے اگلنے والے عوامل اور بحرِ مواج بھی پیش نہیں کر سکتے۔ یہ ایک عجیب لگن تھی عجیب تڑپ تھی کہ آپؐ قوم کے درد میں پگھلے جاتے تھے۔

آپؐ کی دعوت الی اللہ کی خصوصیات:

(۱) فطری اور طبعی ہمدردی: سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے آئینہ کمالات اسلام میں حضرت رسول اکرم ﷺ کی دعوت الی اللہ کے لئے آپ کی فطرتی ہمدردی کا یوں ذکر فرمایا ہے

آدم توحید و پیش از آدمش پیوند یار　　رُوح اُو گفتن بلٰی اول کسے

جانِ خود دادن پئے خلقِ خدا در فطرتش　　جاں نثارِ خستہ جاناں بے دلاں را غمگسار

(ترجمہ) حضورؐ کی روح قولِ بلیٰ کہنے میں سب سے اول تھی آپ توحید کے آدم تھے اور آدم سے بھی پہلے محبوب حقیقی سے آپؐ کا پیوند تھا۔ خدا کی مخلوق کے لئے اپنی جان نذر کرنا آپ کی فطرت میں تھا۔ آپؐ خستہ جانوں پر قربان اور بے دلوں کے غمگسار تھے۔

(۲) دعا کی کیفیت: دعوت الی اللہ کے لئے آنحضرت ﷺ کی اس عظیم ہمدردی کا اظہار کس طور پر تھا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

نعرہ ہا پُر درد می زد از پئے خلقِ خدا　　شد تضرع کار اُو پیش خدا لیل و نہار

سخت شورے برفلک افتاد زاں عجز و دعا　　قدسیاں را نیز شد چشم از غمِ آں اشکبار

(ترجمہ) آپؐ خلقِ خدا کی ہمدردی میں اس غم میں پُر درد نعرے مارتے اور دن رات آپ کا کام خدا تعالیٰ کے دربار میں تضرع ہوگیا۔ اس عجز اور دعا سے آسمان پر ایک شور پڑ گیا اور فرشتے محمد رسول اللہ ﷺ کے غم سے اشکبار ہوگئے۔

(۳) دعاؤں میں عظیم استقلال: دعوت الی اللہ کے کام کی سرانجام دہی کے لئے استقلال جرات اور مسلسل لگن کی ضرورت ہوتی ہے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے آپ کی اس کیفیت کو اس طرح بیان فرمایا۔

من نمی دانم چہ دردے بود و اندوہ و غمے　　کاندرآں غارے در آوردش حزیں و دلفگار

نے زِ تاریکی توحش نے زِ تنہائی ہراس　　نے زِ مردن غم نہ خوف کژدم ونے بیم مار

(ترجمہ) میں نہیں جانتا کہ وہ درد اور اندوہ وغم کس درجہ کا تھا جو حضورؐ کو حزین اور دلفگار بنا کر اس غار میں لے جاتا تھا۔ آپؐ کو تاریکی سے کوئی وحشت تھی نہ تنہائی سے کوئی خوف وہراس نہ موت کا غم نہ بچھوؤں کا خوف نہ سانپوں کا ڈر۔

آخر حق تعالیٰ کے لطف وکرم سے ضلالت وتاریکی کے بادل چھٹ گئے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔

آخر از عجز و مناجات و تضرّع کردنش　　شد نگاہِ لطفِ حق بر عالم تاریک و تار

(ترجمہ) آخر حضور کے اس عجز ومناجات اور تضرع کے طفیل خدا تعالیٰ کی نگاہِ لطف وکرم اس عالم تاریک وتار پر پڑی۔

آپؐ کی ان نتیجہ خیز دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

''وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان

پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں ایک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچادیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللّٰھم صلّ وسلّم وبارك علیه وآلهٖ بعد دمّهٖ وغمّهٖ وحزنهٖ لِهٰذهِ الامّة وانزل علیه انوار رحمتك الی الابد'' (برکات الدعا روحانی خزائن جلد ٦ صفحہ ١٠)

نیز فرمایا:

''.........آپؐ کی دن رات خدا تعالیٰ کے حضور گریہ و بکا اور طلب استعانت اور دعا میں گذرتی تھی اگر کوئی شخص آپ کی اس زندگی کے بسر اوقات پر پوری اطلاع رکھتا ہو تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ جو تضرّع اور زاری آپؐ نے اس مکی زندگی میں کی ہے وہ کبھی کسی عاشق نے اپنے محبوب و معشوق کی تلاش میں کبھی نہیں کی اور نہ کر سکے گا۔ پھر آپؐ کی تضرّع اپنے لئے نہ تھی بلکہ یہ تضرّع دنیا کی حالت کی پوری واقفیت کی وجہ سے تھی۔ خدا پرستی کا نام و نشان چونکہ مٹ چکا تھا اور آپ کی روح اور خمیر میں اللہ تعالیٰ میں ایمان رکھ کر ایک لذّت اور ایک سُرور آچکا تھا اور فطرتاً دنیا کو اس لذّت اور محبّت سے سرشار کرنا چاہتے تھے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ ٤٢٣ جدید ایڈیشن)

(۴) دعوت الی اللہ کے لئے جان جوکھوں میں ڈالنا: قرآن کریم نے بنی نوع انسان کے لئے اس وجودِ رحمت کی دلی تڑپ اور ہمدردی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

لَعَلَّكَ باخِعٌ نَّفسَكَ اَلَّا يَكُوْ نوا مُؤْ مِنِیْنَ۔ (سورة الشعراء آیت ٤)

کہ اے رسول کیا تو اپنے تئیں ہلاک کر دے گا اس غم میں کہ وہ لوگ ایمان کیوں نہیں لائے۔

حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:

''.........ادھر دنیا کی حالت کو دیکھتے تھے تو ان کی استعدادیں اور فطرتیں عجیب طرز پر واقع ہو چکی تھیں اور بڑے مشکلات اور مصائب کا سامنا تھا۔ غرض دنیا کی اس حالت پر آپ گریہ و زاری کرتے تھے اور یہاں تک کرتے تھے کہ قریب تھا کہ جان نکل جاتی۔ اسی کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفسَكَ اَلَّا يَكُوْ نُوْا مُؤْ مِنِیْنَ۔ یہ آپ کی متضرعانہ زندگی تھی.........''

(ملفوظات جلد اول صفحہ ١٤٢٢ جدید ایڈیشن)

الغرض آنحضرت ﷺ کی حیاتِ مقدسہ میں دعوت و تبلیغ کی نمایاں خصوصیات ہیں جس سے ایک عظیم انقلاب برپا ہوا۔

نزول وحی کا آغاز اور دعوت الی اللہ: جب آپ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ کے سامنے وحی کا فرشتہ نمودار ہوا اور آپ سے مخاطب ہو کر بولا "اِقْرَأْ" آپ نے فرمایا "مَا اَنَا بِقَارِئٍ" کہ میں تو پڑھ نہیں سکتا۔ اس کے بعد فرشتہ نے آپ کو سینہ سے لگا کر زور سے بھینچا اور پھر چھوڑ کر کہا "اقراء" مگر آپ کا جواب وہی تھا تیسری مرتبہ زور سے بھینچے کے بعد کہ اب تو آپ کا دل پیغام الٰہی کو پہنچانے کے لئے تیار ہو چکا ہے یہ وحی نازل ہوئی:

"اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ O ...." (سورۃ العلق آیات ۱ تا ۵)

سورۃ العلق کی یہ پانچ آیات تھیں جو ابتدائی وحی تھی۔ آپ پر بڑی گھبراہٹ طاری تھی آپ غارِ حرا سے نکلے اور گھر پہنچے اور اپنی زوجہ حضرت خدیجہ رضی تعالیٰ عنہا سے فرمایا زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ کہ مجھ پر کپڑا اوڑھا دو مجھ پر کپڑا اوڑھا دو۔ جب حضرت خدیجہؓ نے سارا واقعہ سنا تو آپ کی صداقت پر یقین آ گیا۔ آپ کو تسلی دی۔ پھر جب کچھ توقف کے بعد پھر فرشتہ آیا تو آپ نے گھر آ کر فرمایا۔ "دَثِّرُوْنِيْ دَثِّرُوْنِيْ"۔ اسی دوران سورۃ المدثر کی آیات کا نزول ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دعوت الی اللہ کی ذمہ داری سپرد کرتے ہوئے فرمایا۔

"يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ O قُمْ فَاَنْذِرْ O........." (آیات ۱ تا ۵)

(ترجمہ) اے (محمدؐ) چادر میں لپٹے ہوئے اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو اللہ کے نام پر بیدار کر۔

اس وحی بعثت کے آغاز میں آپؐ کو پیغام حق پہچانے کا حکم صادر ہوا تو آپ کے دل میں عظیم ذمہ داری کے بالمقابل اپنی کمزوری کا احساس تھا مگر آپؐ نے اس فرض کو سنبھالا آپؐ نے سارے واقعہ کا ذکر جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو انہوں نے آپ کے حسن اخلاق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ناکام نہ ہونے دے گا۔ آپ کی اس ابتدائی دعوت الی اللہ کے مخاطب وہ گھر کے افراد تھے یعنی حضرت خدیجہؓ حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ (آزاد کردہ غلام) جو آپ کے حسن اخلاق سے متاثر تھے۔ آپؐ کو آغاز سے ہی آپ کو ان خطرات سے آگاہ کر دیا گیا تھا کہ قوم مخالفت کرے گی بلکہ مکہ کی مقدس بستی سے بھی نکال دے گی مگر آپؐ بڑے استقلال سے دعوت الی اللہ میں مصروف رہے۔ اور اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں اس کامل یقین کے ساتھ آگے بڑھتے رہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت آپ کے ساتھ ہو گی۔ چنانچہ آپؐ کے دوست حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جو گھر سے باہر تھے وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قبول حق کے ساتھ آپ کی تائید و حمایت کی۔

(حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دعوت الی اللہ اور ایمان لانے کا واقعہ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں)

جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد

معاشرتی امن وسلامتی کے قیام کے لئے مستحسن اقدام

مرتبہ: مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب

برصغیر کی مذہبی تاریخ میں ۱۹۲۸ء کا سال بڑی اہمیت رکھتا ہے جب کہ اس سال جماعت احمدیہ کے امام حضرت خلیفة المسیح الثانی .... نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کا آغاز کیا۔ اس کا پس منظر یوں ہے کہ آپ کے دل میں ۱۹۲۸ء میں اس وقت تحریک پیدا ہوئی کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے منعقد کرنے چاہئیں جب ہندوؤں کی طرف سے کتاب ''رنگیلا رسول'' اور رسالہ ''ورتمان'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کی گئیں۔ جس کے نتیجہ میں ملک بھر میں فرقہ وارانہ کشیدگی نہایت خطرناک شکل اختیار کر گئی۔ اس مرحلہ پر حضرت امام جماعت احمدیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس وحرمت کے لئے ملکی سطح پر ایک کامیابی مہم شروع فرمائی۔ اخبار مشرق (گورکھپور) نے حضرت امام جماعت احمدیہ کے احسانات کے عنوان سے درج ذیل نوٹ شائع کیا۔

> ''جناب امام صاحب جماعت احمدیہ کے احسانات تمام مسلمانوں پر ہیں۔ آپ ہی کی تحریک سے ''ورتمان'' پر مقدمہ چلایا گیا۔ آپ ہی کی جماعت نے ''رنگیلا رسول'' کے معاملہ کو آگے بڑھایا۔ سرفروشی کی۔ جیل خانہ جانے سے خوف نہیں کھایا۔ آپ ہی کے پمفلٹ نے جناب گورنر صاحب بہادر پنجاب کو انصاف وعدل کی طرف مائل کیا۔''

(اخبار ''مشرق'' گورکھپور کیم ستمبر ۱۹۲۷ء بحوالہ جماعت احمدیہ کی .... خدمات صفحہ ۵۷-۵۸)

حضرت امام جماعت احمدیہ کے دل میں شدت سے یہ احساس پیدا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس زندگی کے حالات اور انسانیت پر آپ کے احسانات کا تذکرہ ملک کے گوشہ گوشہ میں ہونا چاہئیے۔ اسی خیال کی بنا پر آپ نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ۔

> ''..........لوگوں کو آپ پر حملہ کرنے کی جرأت اسی لئے ہوتی ہے۔ کہ وہ آپ کی زندگی کے صحیح حالات سے ناواقف ہیں۔ یا اسی لئے کہ وہ سمجھتے ہیں دوسرے لوگ ناواقف ہیں اور اس کا ایک ہی علاج ہے۔ جو یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح پر اس کثرت سے اور اس قدر زور کے ساتھ لیکچر دیئے جائیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ آپ کے حالات زندگی اور آپؐ کی پاکیزگی سے آگاہ

ہو جائے..........‘‘ (الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۲۸ء صفحہ ۱-۲)

نیز فرمایا:-

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان وجودوں میں سے ہیں جن کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے

کہ ع　　　آفتاب آمد دلیل آفتاب

سورج کے چڑھنے کی دلیل کیا ہے؟ یہ کہ سورج چڑھا ہوا ہے کوئی پوچھے اس بات کی کیا دلیل ہے کہ سورج چڑھا ہوا ہے تو اسے کہا جائے گا- دیکھ لو سورج چڑھا ہوا ہے- تو کئی ایسے وجود ہوتے ہیں کہ ان کی ذات ہی ان کا ثبوت ہوتی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات انہی وجودوں میں سے ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اس وقت تک جو انسان پیدا ہوئے یا آئندہ پیدا ہوں گے وہ سب کے سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نیچے ہیں اور آپ سب پر فوقیت رکھتے ہیں...........‘‘

(الفضل ۴ مئی ۱۹۲۸ء صفحہ ۵)

ایک وسیع پروگرام: اس اہم قومی و ملی مقصد کی تکمیل کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی.......... نے ایک وسیع پروگرام تجویز فرمایا جس کے چند اہم پہلو مندرجہ ذیل تھے:-

اول- ہر سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سوانح میں سے بعض اہم پہلوؤں کو منتخب کر کے ان پر خاص طور سے روشنی ڈالی جائے- ۱۹۲۸ء کے پہلے ’’سیرت النبی‘‘ کے جلسے کے لئے آپ نے تین عنوانات تجویز فرمائے (۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بنی نوع انسان کے لئے قربانیاں (۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی (۳) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا پر احسانات-

دوم- ان مضامین پر لیکچر دینے کے لئے آپ نے سالانہ جلسہ ۱۹۲۷ء پر ایسے ایک ہزار فدائیوں کا مطالبہ کیا- جو لیکچر دینے کیلئے آگے آئیں تا انہیں مضامین کی تیاری کے لئے ہدایات دی جاسکیں اور وہ لیکچروں کے لئے تیار کئے جاسکیں- جلسوں کے اثرات سے قطع نظر صرف یہی بہت بڑا اور غیر معمولی کام تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت پر روشنی ڈالنے والے ہزار لیکچرار تیار کر دیئے جائیں-

سوم- سیرت النبیؐ پر تقریر کرنے کے لئے آپ　　　نے فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات سب دنیا پر ہیں اس لئے مسلمانوں کے علاوہ وہ لوگ جن کو ابھی تک یہ توفیق تو نہیں ملی کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس

تعلق کو محسوس کر سکیں جو آپ کو خدا تعالیٰ کے ساتھ تھا مگر وہ یہ محسوس کرتے ہیں آپ نے اپنی قربانیوں سے بنی نوع انسان پر بہت احسان کئے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہیں ان کی زبانی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات کا ذکر زیادہ دلچسپ اور زیادہ پیارا معلوم ہوگا.........'' (الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۶۸ء صفحہ ۲)

چہارم۔ ''.........سیرت رسولؐ کے موضوع سے وابستگی کا شوق پیدا کرنے کے لئے یہ اعلان کیا گیا کہ جو ان جلسوں میں تقریریں کرنے کی تیاری کریں گے اور اپنے مضامین ارسال کریں گے ان میں سے اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والوں کو علی الترتیب سو، پچاس اور پچیس روپے کے نقد انعامات بھی دیئے جائیں گے۔'' (الفضل ۵ جون ۱۹۲۸ء صفحہ ۱)

حضور نے اس عظیم الشان پروگرام کے شایانِ شان جماعت احمدیہ.........کو تیاری کی طرف بار بار توجہ دلائیں اور اس بارے میں کئی اہم مشورے دیئے مثلاً اصل جلسوں کی اہمیت بتانے کے لئے مختلف موقعوں پر مختلف محلوں میں جلسے کریں، جلسہ کی صدارت کے لئے بارسوخ اور سربرآوردہ لوگ منتخب کئے جائیں.........'' (الفضل ۴ مئی ۱۹۲۸ء صفحہ ۷-۸)

''اس ضمن میں مشکل ترین کام یہ تھا کہ ملک کے عرض وطول میں تقریر کرنے والے ایک ہزار لیکچرار مہیا اور تیار کئے جائیں۔ شروع شروع میں یہ کام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی.........نے اپنے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے سپرد فرمایا مگر ۱۴ مارچ ۱۹۲۸ء کو اس کی نگرانی.........چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے کے سپرد فرما دی۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۹ء صفحہ ۲۰۵)

''.........حضرت خلیفۃ المسیح الثانی.........کے ارشاد پر ادارہ ''الفضل'' نے پانچ روز قبل ۱۲؍جون ۱۹۲۸ء کو ۲۷ صفحات پر مشتمل نہایت شاندار ''خاتم النبیینؐ نمبر'' شائع کیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور دوسرے ممتاز بزرگانِ احمدیت وعلماء سلسلہ اور احمدی مستورات کے علاوہ بعض مشہور غیر احمدی زعماء اور غیر مسلم اصحاب کے نہایت بلند پایہ مضامین تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں متعدد نعتیں بھی شامل اشاعت تھیں جن میں سے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کا ''سلام بحضور سید الانام'' اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی نظم بعنوان ''پاک محمد مصطفیٰؐ نبیوں کا سردار'' کو اپنوں اور بیگانوں میں بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔ ''خاتم النبیینؐ نمبر'' سات ہزار چھاپا گیا۔ جو چند روز میں ختم ہو گیا اور چند دوستوں کے اشتیاق پر دوبارہ شائع کیا گیا۔'' (تاریخ احمدیت جلد ۶ صفحہ ۴۴-۴۵)

جلسوں کا روح پرور نظارہ: ہندوستان کے طول وعرض میں ۱۷؍جون کو نہایت تزک واحتشام سے یوم سیرت النبیؐ منایا گیا اور نہایت شاندار جلسے منعقد کئے گئے۔ ایک ہی سٹیج پر ہر فرقہ کے لوگوں نے سیرتؐ پر تقریریں کیں اور اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا۔ مرکز احمدیت قادیان سے قریباً پچاس کے قریب لیکچرار ملک کے مختلف جلسوں میں شامل ہوئے۔ لکھنؤ کے جلسہ سیرتؐ میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کی تقریر کو بہت پسند کیا گیا جس پر اخبار ''مخبر'' اودھ ۲۶؍جون

۱۹۲۸ء نے شاندار تبصرہ کیا۔
اپنے دوستوں کے علاوہ ہندو، سکھ، عیسائی، جینی اصحاب نے بھی سیرت رسولؐ کا نہایت احسن رنگ میں ذکر کیا۔ یہ لوگ نہ صرف بخوشی ان جلسوں میں شامل ہوئے بلکہ کئی مقامات پر انہوں نے ان جلسوں کے انعقاد میں بڑی مدد بھی دی۔
(تاریخ احمدیت جلد ۶ صفحہ ۴۷-۴۸)

اخبارات کے تبصرے: ان جلسہ ہائے سیرت النبیؐ کی شاندار کامیابیوں پر اخبارات نے غیر معمولی تبصرے لکھے۔

(۱) اخبار مشرق گورکھپور (۲۱ جون ۱۹۲۸ء) نے لکھا:۔

''ہندوستان میں یہ تاریخ ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اس لئے کہ اس تاریخ میں اعلیٰ حضرت آقائے دو جہاں سردار کون و مکان محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کسی نہ کسی پیرایہ میں مسلمانوں کے ہر فرقہ نے کیا۔ اور ہر شہر میں یہ کوشش کی گئی کہ اول درجے پر ہمارا شہر رہے............ جن اصحاب نے اس موقعہ پر تفرقہ وفتنہ پردازی کے لئے پوسٹر لکھے اور تقریریں لکھ کر ہمارے پاس بھیجیں وہ بہت احمق ہیں جو ہمارے عقیدے سے واقف نہیں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر ایمان رکھے وہ ناجی ہے بہرحال ۱۷ جون کو جلسے کی کامیابی پر ہم امام جماعت احمدیہ جناب مرزا محمود احمد صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں اگر شیعہ وسنی اور احمدی اسی طرح سال بھر میں دو چار مرتبہ ایک جگہ جمع ہو جایا کریں گے تو پھر کوئی قوت اسلام کا مقابلہ اس ملک میں نہیں کرسکتی۔''
(بحوالہ الفضل ۲۹ جون ۱۹۲۸ء صفحہ ۱۶)

(۲) ''مخبر'' اودھ نے ''انسان اعظم حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر شاندار لیکچر'' اور ''ہندوستان میں جلسے'' کے دوہرے عنوان سے ایک مفصل مضمون شائع کیا جس میں لکھا:۔

''دور حاضر............ میں جماعت احمدیہ ایک پُر جوش جماعت ہے جس کے زبردست لیکچروں کی آواز یورپ سے امریکہ تک گونج رہی ہے اور یہ ہر موقع پر معترضین............ کی تسلی کرنے کو آمادہ رہی ہے اس طبقہ نے بحث ومباحثہ کے ضمن میں بہترین خدمات انجام دیئے ہیں اور علمِ کلام میں جو عظیم الشان تبدیلیاں پیدا کی ہیں ان سے کسی انصاف پسند کو انکار نہیں............ جماعت احمدیہ نے اس بات کا بیڑہ اٹھایا کہ ۱۷ جون کو ہندوستان کے ہر حصہ میں مسلمانوں کے عام جلسے کئے جائیں۔ جن میں آنحضرتؐ کی سیرت مبارک پر شاندار لیکچروں کا سلسلہ شروع ہو اور اس میں نہ صرف ہر فرقہ............ کے ممتاز افراد شریک ہوں بلکہ غیر مذاہب کے اشخاص کو بھی دعوت دی جائے............

۱۷؍جون کو ہندوستان کے مشہور مقامات پر جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام شاندار جلسے ہوئے کلکتہ کے جلسہ میں اینگلو انڈین طبقہ کے معزز ممبر ڈاکٹر مورینو صاحب نے شریک ہو کر اس کے اغراض پر شادمانی کا اظہار کیا۔ بابو بپن چندر پال نے بھی اپنی تقریر میں اس کے مقاصد کو بہترین قرار دیا اور وعدہ کیا کہ وہ اسے کامیاب بنانے میں کوشاں ہوں گے۔ لاہور میں سر عبدالقادر صاحب کے زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں پروفیسر بہاری لال اور لالہ امرناتھ صاحب ایڈووکیٹ نے آنحضرتؐ کی خوبیاں بیان کیں.........'' (بحوالہ الفضل ۳ جولائی ۱۹۲۸ء صفحہ ۹)

(۳) کلکتہ کے ایک بنگالی اخبار ''سلطان'' ۲۱؍جون نے لکھا:-

''جماعت احمدیہ نے ۱۷ جون کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت بیان کرنے کے لئے ہندوستان بھر میں جلسے منعقد کئے ہمیں اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ تقریباً سب جگہ کامیاب جلسے ہوئے اور یہ تو ایک حقیقت ہے کہ اس نواح میں احمدیوں کو ایسی عظیم الشان کامیابی ہوئی ہے کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوئی.........'' (بحوالہ الفضل ۶ جولائی ۱۹۲۸ء صفحہ ۹)

(۴) اخبار ''کشمیری'' لاہور ۲۸؍جون ۱۹۲۸ء نے ''۱۷؍جون کی شام'' کے عنوان سے یہ تبصرہ شائع کیا:-

''مرزا بشیر الدین محمود احمد جماعت احمدیہ قادیان کے خلیفۃ المسیح کی یہ تجویز کہ ۱۷؍جون کو آنحضرتؐ کی پاک سیرت پر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں لیکچر اور وعظ کئے جائیں باوجود اختلافاتِ عقائد کے نہ صرف مسلمانوں میں یہ مقبول ہوئی بلکہ بے تعصب امن پسند صلح جُو غیر مسلم اصحاب نے ۱۷؍جون کے جلسوں میں عملی طور پر حصہ لے کر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ ۱۷؍جون کی شام کیسی مبارک شام تھی کہ ہندوستان کے ایک ہزار سے زیادہ مقامات پر بہ یک وقت و بہ یک ساعت ہمارے برگزیدہ رسول کی حیات اقدس ان کی عظمت ان کے احسانات و اخلاق اور ان کی سبق آموز تعلیم پر ہندو مسلمان اور سکھ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ اگر اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ برابر جاری رکھا جائے تو مذہبی تنازعات و فسادات کا فوراً انسداد ہو جائے.........''

(بحوالہ اخبار الفضل ۱۰ جولائی ۱۹۲۸ء صفحہ ۱۱)

(۵) ''اردو اخبار'' ناگپور ۵؍جولائی ۱۹۲۸ء نے ''جماعت احمدیہ کی قابل قدر خدمات'' کی سرخی دے کر مندرجہ ذیل نوٹ لکھا:

''جماعت احمدیہ ایک عرصہ سے جس سرگرمی سے.........خدمات بجا لا رہی ہے وہ اپنے زریں کارناموں کی بدولت محتاج بیان نہیں ہے.........پچھلے دنوں اس کی یہ تحریک کہ حضور سرور کائنات صلی

اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ۱۷رجون کو ہندوستان کے ہر مقام پر عام مجمع میں جس میں مسلم و غیر مسلم دونوں شامل ہوں تقریریں کی جائیں اور جس کے لئے اس نے صرف تحریک ہی پیش نہیں کی بلکہ صدہا روپے بھی خرچ کر کے مقررین کے لئے ہزارہا کی تعداد میں لیکچر طبع کرا کر مفت تقسیم کئے .... ہم اس شاندار کامیابی پر حضرت امام جماعت احمدیہ مدظلہ، کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ آپ کی اس مبارک تحریک نے مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک مرکز پر کھڑا کر کے اتحاد کا عجیب و غریب سبق دیا ہے۔'' (بحوالہ الفضل ۱۷رجولائی ۱۹۲۸ء صفحہ ۹)

(۶) اخبار ''پیشوا'' دہلی ۸رجولائی ۱۹۲۸ء نے ۱۷رجون کے جلسوں کی کامیابی پر خوشی اور اس کے مخالفین پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے لکھا:-

''۱۷رجون کو قادیانی جماعت کے زیر اہتمام تمام ہندوستان میں فخر کائنات کی سیرت پر ہندوستان کے ہر خیال اور ہر طبقہ کے باشندوں نے لیکچر دیئے اور خوشی کا مقام ہے کہ مسلمان اخبارات نے سوائے زمیندار اور الجمعیت اور الانصار کے متفقہ طور سے ان جلسوں کی کامیابی میں حصہ لیا.........'' (بحوالہ الفضل ۱۷رجولائی ۱۹۲۸ء صفحہ ۵)

جماعت احمدیہ کے ذریعہ باقاعدہ اور منظم جلسہ ہائے سیرت النبی کا انعقاد انفرادی اور اجتماعی سطح پر نہایت ہی مفید اور مبارک ثابت ہوا۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امن و آشتی کے پیام سے باہمی نفرت زائل ہونے لگی اور ملت میں یہ احساس اُجاگر ہوا کہ ہمارے اخلاق و کردار کی اصلاح سیرتِ مقدسہ سے وابستہ ہے۔

مضمون نگار احباب سے ضروری گذارشات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اہل علم انصار حضرات اپنے علم، مطالعہ اور مشاہدات و تجربات میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں اور اپنی تحقیقی و علمی اور سیرت و تاریخ پر مشتمل نگارشات پیش کرتے ہیں۔ مضمون نگار حضرات اور قارئین سے درخواست ہے کہ:

○ رسالہ انصاراللہ کے محدود صفحات کے پیش نظر مضمون نگار اپنے مضامین مختصر مگر جامع اور علمی، تحقیقی تربیتی موضوعات پر بھجوائیں۔
○ مضامین و مقالات میں حوالہ جات مکمل دیں بغیر حوالہ جات کے مضمون شائع نہ ہو سکے گا۔ ○ اصل مضمون ماہنامہ کو بھجوائیں۔ فوٹوسٹیٹ شائع نہ ہوگا۔ ○ مضامین فل سکیپ کاغذ کے ایک طرف حاشیہ چھوڑ کر خوشخط تحریر کریں ورنہ اشاعت میں تاخیر ہوگی۔ ○ ادارہ قارئین کے تنقید و تبصرہ اور تجاویز و آراء کو خوش دلی سے قبول کرتا ہے۔ بہتر معیار کے لئے اپنی تجاویز سے مطلع کرتے رہیں۔

امید ہے کہ مضمون نگار حضرات اور قارئین کرام ان گذارشات پر توجہ دیتے ہوئے تعاون فرمائیں گے۔ (ایڈیٹر)

مقامِ شفیع الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مقامِ شفیع الوریٰ اللہ اللہ
خدا خود ہے محوِ ثنا اللہ اللہ

جسے بیکس و بے نوا سب نے سمجھا
وہ نکلا شہِ دوسرا اللہ اللہ

ہوا ہے نہ ہوگا زمانے میں پیدا
مشیّت کا یہ مدعا اللہ اللہ

خداوندِ عالم ہے مُشتاق جس کا
محمدؐ ہے وہ دلربا اللہ اللہ

یہ وہ سحر تھا جس نے برقِ تپاں کو
دیا ذوقِ آبِ بقا اللہ اللہ

ہزاروں ہوئے باخُدا پھر بھی سب میں
محمدؐ ہی ہے مُصطفیٰ اللہ اللہ

ہوا لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ سے ظاہر
عروجِ حبیبِ خدا اللہ اللہ

بنامِ **محمدؐ** ہی آخر ہوئی ہے
غمِ لا دَوا کی دَوا اللہ اللہ

ترے دَم قدم سے مُعطّر ہے اب تک
حریمِ جہاں کی فضا اللہ اللہ

یہی سرفرازی ہے اِس خشک و تر میں
کہ مُصلح ہے تیرا گدا اللہ اللہ

مولانا مصلح الدین راجیکی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرزِ مُعاشرت

از: دُرویش خان مُندرانی بلوچ مُربی سلسلہ عالیہ احمدیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرزِ معاشرت، معمولاتِ زندگی بلکہ آپؐ کی زندگی کا لحہ لحہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اہلِ دنیا کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ارشفقت اور رحمت کا سلوک قسام ازل نے آپؐ کی فطرت میں ودیعت کر دیا تھا۔ آپؐ خدا کے بندوں کے حقوق بااحسن طورادا کرتے مگر اصل مقصود خُدا کی پیاری ذات تھی اور یہی آپؐ کی تمام زندگی کا خلاصہ ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

(ترجمہ) ''مجھے دُنیا سے کیا لینا؟ کیا دینا؟ میری مثال تو اس دنیا میں اُس مسافر کی طرح ہے جو ستانے کی غرض سے ایک درخت کے نیچے بیٹھا اور پھر وہاں سے چل پڑا۔'' (ترمذی: ابوابُ الزہد)

خالقِ کائنات کے لئے سب کچھ لٹا دیا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر کام کو اپنے خالق کے نام سے شروع کرتے اور ہمیشہ کرتے رہتے۔ آپ کے آخری سانس کے وقت بھی آپؐ کے ہونٹوں پر اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الاعلیٰ یعنی اے میرے اللہ جو میرا سب سے اعلیٰ رفیق ہے تیرے سپرد ہی یہ جان ہے (بخاری: کتاب المغازی) کی صدائیں ملتی ہیں۔ آپؐ کی تمام زندگی میں یہی وطیرہ رہا کہ اپنے ہر کام میں خُدا کی مقدس ذات کو مقدم رکھا۔ اس میں ہمارے لئے یہ پیغام ہے کہ اپنے ہر قول اور اپنے ہر عمل میں خُدا کی ذات کو مقدم کریں تو ہماری زیست بابرکت ہوگی۔

اگر دنیا کے خزانے بھی حاصل ہو جائیں تو کچھ فائدہ نہیں جب تک ہم اپنے مال میں سے خُدا کا حصہ یعنی خُدا کی خاطر دین کی اشاعت کے لئے، غریبوں، مسکینوں، یتیموں کے لئے نہیں نکالیں گے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جب مُدت مدید کے بعد غلبہ اسلام کا ہوا تو اُن دولت اور اقبال کے دنوں میں کوئی خزانہ اکٹھا نہ کیا، کوئی عمارت نہ بنائی، کوئی بارگاہ تیار نہ ہوئی، کوئی سامان شاہانہ عیش وعشرت کا تجویز نہ کیا گیا، کوئی اور ذاتی نفع نہ اُٹھایا بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور مقروضوں کی خبرگیری میں خرچ ہوتا رہا اور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر نہ کھایا۔''

(براہین احمدیہ: روحانی خزائن جلد۱: صفحہ ۱۰۹)

وہ ایک عظیم انسان کہ جس کی خاطر خالق نے ساری کائنات بنائی وہ اپنے سر پر غُربت کا تاج سجاتا نظر آتا ہے۔ مگر

آپ کی مبارک زبان سے "اَلْفَقْرُ فَخْرِی" یعنی مجھے میری غربت پر فخر ہے کی صدا سنائی دیتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے دعویٰ سے قبل بھی اپنا سب کچھ خُدا کی خاطر لٹاتے ہوئے نظر آتے ہیں اور غریبوں کی ہمدردی کو اپنا مستقل شعار بناتے ہوئے نظر آتے ہیں چنانچہ جب پہلی وحی آپؐ پر نازل ہوئی تو گھبراہٹ کے عالم میں گھر آئے اور اپنی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سارا ماجرا بیان فرمایا تو اُنہوں نے آپؐ کو اِن الفاظ میں تسلی دی:

''خُدا کی قسم! خُدا کبھی آپ کو ضائع نہ کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچ بولتے ہیں اور لوگوں کے بوجھ اُٹھاتے ہیں اور نیکیاں جو ختم ہو چکی ہیں وہ بجالاتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے اور کسی بھی مصیبت کے وقت لوگوں کی مدد کے لئے تیار رہتے ہیں۔''

(صحیح بخاری: باب بدء الوحی اِلیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم)

بے نواؤں کو نوا مل گئی بے سہاروں کو سہارا مل گیا۔ چنانچہ نبوت کے دعویٰ کے بعد بھی لوگوں کے بوجھ اٹھاتے نظر آتے ہیں یعنی غریبوں، مسکینوں کے لئے جو لوگوں کو اپنے اوپر بوجھ محسوس ہوتے ہیں اپنا سب کچھ لٹا دینے میں پس و پیش نہیں کرتے بلکہ اگر تھوڑا سا مال بھی راہِ خدا میں دینے سے بچ جائے تو طبیعت بوجھل محسوس کرتے ہیں چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز عصر کی نماز پڑھاتے ہی تیزی سے اپنے گھر تشریف لے گئے اور اسی ساعت واپس آئے تو ہاتھ میں ایک دینار تھا جو آپؐ نے اسی وقت یہ کہتے ہوئے تقسیم فرمادیا کہ صدقہ کے مال میں سے یہ ایک دینار تقسیم ہونے سے رہ گیا تھا اس وقت مجھے یاد آیا تو میں نے ناپسند کیا کہ وہ گھر میں رہے۔'' (بخاری تکابُ الزکوٰۃ: باب من احب تعجیل الصدقۃ۔ جلد اول)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (جو تمام جہانوں کے لئے رحمت تھے) یہ بات ناقابل برداشت تھی کہ آپ تو سیر ہو کر کھائیں اور لوگوں میں سے ایسے رہ جائیں جو فاقہ میں رہیں بھلا اگر ایک ماں کے بچے بھوکے ہوں تو وہ کس طرح گوارا کرے گی کہ وہ آپ تو جی بھر کر کھالے اور بچوں کو فاقہ سے بلکتا چھوڑ دے؟ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا کہ اسی وجہ سے دنیا کا بادشاہ بن جانے کے باوجود بھی غربت کو ترجیح دی۔

بھیج درود اُس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰؐ نبیوں کا سردار

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں سادگی نمایاں تھی مگر اس کے ساتھ بے پناہ دانائی اور وقار بھی پوری طرح موجود تھا۔ اپنے ہاتھ سے معمولی سے معمولی کام کرنے کو بھی باعثِ عار نہیں سمجھتے، جو ملتا پہن لیتے، سادہ خوراک پسند کرتے ہیں۔ غرضیکہ آپؐ کے اندر تکلف اور تصنع کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سو کر اٹھے تو آپؐ کے

پہلو پر اُس کا نشان پڑا ہوا تھا- ہم نے کہا اے اللہ کے رسول کیا ہم آپ کے لئے نرم گدیلہ نہ تیار کر دیں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دنیا سے کیا لینا، کیا دینا؟ میری مثال تو اس دنیا میں اُس مسافر کی طرح ہے جو ایک درخت کے نیچے بیٹھا اور ستایا اور پھر وہاں سے چل پڑا- (ترمذی: ابوابُ الزہد)

آپؐ کی انکساری: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بات میں بھی سوائے غربت کے فخر کا اظہار بھی نہ فرمایا بلکہ ہر اچھی بات میں خُدا تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور ہر اچھی بات کو خُدا کی طرف ہی منسوب کرتے نظر آتے ہیں مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مردانہ وجاہت اور حسن کا شاہکار تھے مگر آئینہ دیکھتے تو خُدا کے حضور دُعا کرتے کہ ''اے اللہ جس طرح تُو نے میری صورت کو خوبصورت بنایا ہے اسی طرح میرے اخلاق کو بھی خوبصورت بنا دے-'' آپؐ کی انکساری کا یہ عالم تھا کہ ایک بدو نے آپ کو دیکھا تو آپ کے خدادادرُعب کی وجہ سے کانپنے لگا اس پر رحمت وشفقت کے پیکرِ اعظم یہ فرماتے ہیں کہ ڈرو نہیں میں اُس قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سُوکھا گوشت پکا کر کھاتی تھی- یہ دنیا کا اُصول ہے کہ اگر کوئی گمنامی کے گوشے سے نکل کر شہرت پالے مگر سادگی اور انکساری کے پیکرِ اعظم کہ کمال عروج کے وقت بھی یہ فرماتے ہُوئے نظر آتے ہیں کہ

''لَقَدْ رَعَيْتُ لِاهْلِ مِكَّةَ عَلٰى قَرارِيسط''

کہ '' ایک وقت مجھ پر ایسا تھا کہ چند سکوں کے عوض اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا' پھر یہ حالت ہے کہ اُونٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور انکساری کا یہ عالم ہے کہ سر جھکا ہوا ہے اور مبارک داڑھی کے بال سواری کے پالان کو چھو رہے ہیں-

(سیرت ابن ہشام: القسم الثانی: صفحہ ٤٠٥)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نفسی اور خاکساری ہی نے دنیا میں انقلاب پیدا کیا اور قوم کیلئے آپؐ کی تمام دعائیں پوری ہوئیں حضرت عدیؓ بن حاتم جو بنی طے کے سرداروں میں سے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے آئے تو آپ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اسے لے کر گھر کی طرف چل پڑے کہ رستے میں ایک بوڑھی عورت آپؐ کو ملی آپؐ دیر تک کھڑے اس کی باتیں سنتے رہے- اسی طرح جب گھر گئے تو خود زمین پر بیٹھے اور عدی کو گدے پر بٹھایا- ان باتوں نے عدی بن حاتم پر بڑا اثر کیا اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا (سیرت ابن ہشام)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی پاکیزہ اخلاق کا اثر تھا کہ انسانی قلوب مسخر ہوئے- اللّٰھمّ صلّ علی مُحَمّدٍ وآل مُحَمّدٍ و بارك وسلم

مجالس انصاراللہ ضلع حیدرآباد سندھ کا سالانہ تربیتی اجتماع

منعقدہ مورخہ ۱۸ مارچ ۲۰۰۱ء بمقام بشیرآباد

رپورٹ: مکرم افتخار احمد خاں ناظم ضلع حیدرآباد

مجالس انصاراللہ ضلع حیدرآباد سندھ کا سالانہ تربیتی اجتماع مورخہ ۱۸ مارچ ۲۰۰۱ء کو بشیرآباد میں منعقد ہوا۔ جس کی مختصر رپورٹ حسب ذیل ہے:

افتتاحی اجلاس: اجلاس کی کارروائی ۱۰ بجے صبح زیر صدارت مکرم عبدالحلیم صاحب امیر جماعت احمدیہ بشیرآباد شروع ہوئی۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مرکزی نمائندہ نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ اس کے بعد مربیان سلسلہ محترم محمد آصف طاہر صاحب نے انصار کی ذمہ داریاں اور محترم عبدالخالق سولنگی صاحب نے سندھی زبان میں تربیت نو مبائعین کے موضوع پر تقاریر کیں۔

علمی مقابلہ جات: علمی مقابلہ جات میں تلاوت نظم اور تقریر کے مقابلہ جات ہوئے۔ بعد ازاں دینی معلومات کا ایک پرچہ سب انصار کو حل کرنے کے لئے دیا گیا۔

علمی مقابلہ جات کے اختتام پر نماز ظہر وعصر اور کھانے کا وقفہ دیا گیا۔ ازاں بعد پیغام رسانی کے مقابلہ کے ساتھ ساتھ ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ ورزشی مقابلہ جات میں رسہ کشی گولہ پھینکنا اور کلائی پکڑنا شامل تھے۔ انصار نے ان مقابلہ جات میں سرگرمی سے حصہ لیا اور ناظرین کے لئے دلچسپی کا سامان پیدا کیا۔

دوسرا اجلاس: اجتماع کی دوسری نشست زیر صدارت مکرم میر نور احمد صاحب تالپور امیر ضلع حیدرآباد شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد دو نو مبائع کی تقاریر ہوئیں اس کے بعد مرکزی نمائندہ محترم عبدالوہاب صاحب مربی سلسلہ احمدیہ نے مختلف مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات تقسیم کئے۔ اور اختتامی خطاب فرمایا۔

آخر میں محترم ناظم صاحب ضلع حیدرآباد نے اجتماع میں شمولیت اختیار کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا اور رب رحیم کا شکر ادا کیا۔ دعا کے ساتھ یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اس اجتماع میں ضلع کی مجالس کے ۱۱۱۔ انصار نے شرکت کی اس کے علاوہ بڑی تعداد میں قریبی جماعتوں کے خدام اور اطفال نے بھی شرکت کر کے اجتماع کی رونق کو بڑھایا۔ اس میں ۵۷ نو مبائعین شامل ہوئے۔ الحمدللہ یہ اجتماع ہر لحاظ سے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

بسلسلہ نصاب تعلیم سہ ماہی دوم

تعارف کتاب راز حقیقت

از: مکرم فضل احمد صاحب شاہد

حضرت مسیح موعود............ نے ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء کو ''راز حقیقت'' کے نام سے ایک کتاب شائع فرمائی۔ اس کتاب میں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی درج فرمائے ہیں اور ان کے صلیب پر سے زندہ اتارے جانے اور سفر کشمیر اختیار کرنے۔ نیز سری نگر محلہ خانیار میں مقبرہ کے موجود ہونے کا ذکر فرمایا ہے اور ان کے مزار کا نقشہ بھی دیا ہے۔

چند اہم تصریحات:

- ''حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سو بیس برس کی عمر تھی لیکن تمام یہود و نصاریٰ کے اتفاق سے صلیب کا واقعہ اس وقت پیش آیا تھا جبکہ حضرت ممدوح کی عمر صرف تینتیس برس کی تھی۔ اس دلیل سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب سے...... نجات پا کر باقی عمر سیاحت میں گزاری تھی'' (حاشیہ ۲-۳)
- ''احادیث صحیحہ سے یہ ثبوت بھی ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیاح نبی تھے۔ پس اگر وہ صلیب کے واقعہ پر مع جسم آسمان پر چلے گئے تھے تو سیاحت کس زمانہ میں کی'' (حاشیہ صفحہ ۳)
- ''اہل لغت بھی مسیح کے لفظ کی ایک وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ لفظ مسح سے نکلا ہے اور مسح سیاحت کو کہتے ہیں'' (حاشیہ صفحہ ۳)
- ''میں اپنی ذاتی واقفیت سے بیان کرتا ہوں کہ ہزار کتاب سے زیادہ ایسی کتاب ہوگی جن میں مرہم عیسیٰ کا ذکر ہے اور ان میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ کے لئے بنائی گئی تھی'' (حاشیہ صفحہ ۶)
- ''انجیلوں سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس روز اسی گردونواح میں بطور مخفی رہے اور جب مرہم کے استعمال سے بکلی شفا پائی تب آپ نے سیاحت اختیار کی'' (حاشیہ صفحہ ۸)
- ''............ عیسائیوں کے لئے یہی مصیبت نہیں کہ مرہم عیسیٰ کی علمی گواہی ان عقائد کو رد کرتی ہے اور تمام عمارت کفارہ وتثلیث وغیرہ کی یک دفعہ گر جاتی ہے بلکہ ان دنوں میں اس ثبوت کی تائید میں اور ثبوت بھی نکل آئے ہیں کیونکہ تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صلیبی واقعہ سے نجات پا کر ضرور ہندوستان کا سفر کیا ہے اور نیپال سے ہوتے ہوئے آخر تبت تک پہنچے اور پھر کشمیر میں ایک مدت تک ٹھہرے اور وہ بنی اسرائیل جو کشمیر میں بابل کے تفرقہ کے وقت میں سکونت پذیر ہوئے تھے ان کو ہدایت کی اور آخر ایک سو بیس برس کی عمر میں سری نگر میں انتقال فرمایا اور محلہ خانیار میں مدفون ہوئے'' (حاشیہ صفحہ ۹)

- ''اس نبی کی قبر کو جو سری نگر میں واقع ہے بعض یوز آسف کے نام سے پکارتے ہیں مگر اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے'' (نوٹ حاشیہ صفحہ ۹)
- مسیح ابن مریم کو صلیبی موت سے مارنا یہ ایک ایسا اصل ہے کہ اسی پر مذہب کے تمام اصولوں کفارہ اور تثلیث وغیرہ کی بنیاد رکھی گئی تھی اور یہی وہ خیال ہے کہ جو نصاریٰ کے چالیس کروڑ انسانوں کے دلوں میں سرایت کر گیا ہے اور اس کے غلط ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اگر عیسائیوں میں کوئی فرقہ دینی تحقیق کا جوش رکھتا ہے تو ممکن ہے کہ ان ثبوتوں پر اطلاع پانے سے وہ بہت جلد عیسائی مذہب کو الوداع کہیں اور اگر اس تلاش کی آگ یورپ کے تمام دلوں میں بھڑک اٹھے تو جو گروہ چالیس کروڑ انسان کا انیس سو برس میں تیار ہوا ہے ممکن ہے کہ انیس ماہ کے اندر دست غیب سے ایک پلٹا کھا کر مسلمان ہو جائے۔ کیونکہ صلیبی اعتقاد کے بعد یہ ثابت ہونا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مارے گئے بلکہ دوسرے ملکوں میں پھرتے رہے یہ ایسا امر ہے کہ یک دفعہ عیسائی عقائد کو دلوں سے اڑاتا ہے اور عیسائیت کی دنیا میں انقلاب عظیم ڈالتا ہے'' (حاشیہ صفحہ ۱۴)

ایک اہم اعلان: کتاب کی ابتداء میں صفحہ۔ا پر ایک اہم اعلان جلسہ سالانہ کے التوا کے بارہ میں بایں الفاظ شائع ہوا۔

''دسمبر میں تعطیلوں کے دنوں میں ہمیشہ جلسہ ہوتا تھا لیکن اب کے دسمبر میں۔ میں اور میرے گھر کے لوگ اور اکثر خادمہ عورتیں اور مرد موسمی بیماری سے بیمار ہیں۔ خدمت مہمانوں میں فتور ہوگا اور بھی کئی اسباب ہیں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اب کی دفعہ کوئی جلسہ نہیں ہے''

ایک الہام پر اعتراض کا جواب: مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنی عربی دانی کا سکہ جمانے کے لئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ایک عربی الہام اتعجبُ لِاَمرِی پر جو یہ اعتراض کیا تھا کہ عجب کا صلہ لام نہیں آتا۔ اس کتاب میں اس اعتراض کا نہایت مدلل جواب۔ احادیث نبویہ اور زبان عرب کے محاورات کی مثالیں پیش کر کے دیا ہے جس سے مولوی محمد حسین بٹالوی کی (بمطابق پیشگوئی حضرت اقدس) سخت ذلت اور علمی پردہ دری ہوئی۔

اشتہار مباہلہ کی حقیقت: حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو ایک اشتہار بطور مباہلہ دیا تھا۔ ۳۰ نومبر کو رسالہ ہذا میں اس اشتہار کا ذکر آپ نے بایں الفاظ فرمایا:

''میں اپنی جماعت کے لئے خصوصاً یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ وہ اس اشتہار کے نتیجہ کے منتظر رہیں کہ جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو بطور مباہلہ .... شائع کیا گیا ہے جس کی میعاد ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء میں ختم ہوگی'' (صفحہ ۱)

جماعت کو نصائح: مباہلہ کے نتائج کے حصول کے لئے اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کی طرف خاص توجہ دلائی فرمایا:

- ''میں اپنی جماعت کو چند الفاظ بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقویٰ پر پنجہ مار کر یاوہ گوئی کے مقابلہ پر یاوہ گوئی نہ کریں اور گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں نہ دیں'' (صفحہ ۱)
- ''اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل تائید ہوں تو صلاح اور تقویٰ اور صبر کو ہاتھ سے نہ دیں'' (صفحہ ۱)
- ''میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عدالت کی توہین سے ڈرو اور نرمی اور تواضع اور صبر اور تقویٰ اختیار کرو اور خدا تعالیٰ سے چاہو کہ وہ تم میں اور تمہاری قوم میں فیصلہ فرمادے'' (صفحہ ۱، ۲)
- ''بہتر ہے کہ اس عرصہ میں کچھ بحث مباحثہ بھی نہ کرو کہ بسا اوقات بحث مباحثہ سے تیز زبانیاں پیدا ہوتی ہیں'' (صفحہ ۲)
- ''تم اس کی جماعت ہو جن کو اس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لئے چنا ہے۔ سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اس کے لب جھوٹ سے اور اس کا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا وہ اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔'' (صفحہ ۴)
- ''اے خدا کے بندو دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندروں کو دھوڈالو'' (صفحہ ۴)
- ''کبھی ممکن ہی نہیں کہ خدا تم سے راضی ہو۔ حالانکہ تمہارے دل میں اس سے زیادہ کوئی اور عزیز بھی ہے۔ اس کی راہ میں فدا ہو جاؤ'' (صفحہ ۴، ۵)

تعارف کتاب حضرت مسیح موعود کے کارنامے

- 28 دسمبر 1927ء کو جلسہ سالانہ قادیان میں جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نور اللہ مرقدہ نے جو خطاب فرمایا۔ وہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے'' کے عنوان سے شائع شدہ ہے۔
- اس لیکچر میں آپ نے حضرت بانی جماعت احمدیہ کے پندرہ کام بیان فرمائے۔ ان کاموں کا تذکرہ کرنے کے بعد آپ نے فرمایا:

> ''میں نے آپ کے کاموں کی تعداد پندرہ بتائی ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ آپ کا کام یہیں تک ختم ہو گیا ہے۔ آپ کا کام اس سے بہت وسیع ہے...... اگر آپ کے سب کاموں کو تفصیل سے لکھا جائے تو ہزاروں کی تعداد سے بھی بڑھ جائیں گے'' (صفحہ ۹۳)

پندرہ کاموں کی کسی قدر تفصیل درج ذیل ہے۔

پہلا کام: حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے خدا تعالیٰ کے ذکر کو جو حقیقت میں مٹ گیا تھا اس کی کامل صفات کے ذریعہ قائم کیا اور نشانات کے ذریعہ اس کی صفات کو ثابت کیا۔

دوسرا کام: آپ نے ایک ایسی جماعت تیار کی جو ہر پہلو سے دوسری جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔ حضرت فضل عمر فرماتے ہیں:

-- ''غیر احمدی اخباروں میں چھپتا رہتا ہے کہ کام کرنے والی ایک ہی جماعت ہے اور وہ جماعت احمدیہ ہے'' (صفحہ ۱۵)

-- ''ہماری جماعت کو مذہبی دنیا میں ایسی اہمیت حاصل ہو رہی ہے کہ دنیا حیران ہے'' (صفحہ ۱۵)

تیسرا کام: ''اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق لوگوں کے خیالات میں جو فساد پڑ گیا تھا اس کی آپ نے اصلاح کی ہے'' (صفحہ ۱۵)

آپ نے خدا تعالیٰ کے متعلق دس غلط خیالات کی اصلاح فرمائی اور لاکھوں انسانوں کو خدا تعالیٰ کا مقرب بنا دیا۔ خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق بہت سی غلط فہمیوں کو آپ نے دور فرمایا۔

چوتھا کام: ''چوتھا کام حضرت .... نے یہ کیا کہ آپ نے کلام الٰہی کی حقیقت کو ظاہر کیا ہے اور اس کے متعلق جو مختلف خیالات لوگوں میں پھیلے ہوئے تھے ان کی اصلاح کی ہے'' (صفحہ ۲۶)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے قرآن کریم کے متعلق ۱۶ غلط فہمیوں کا ازالہ کیا اور قرآن سمجھنے کے لئے ۱۱۲ اصول تفسیر بیان فرمائے جو درج ذیل ہیں۔

۱- ''قرآن کریم سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے'' (صفحہ ۴۷)

۲- ''قرآن کریم کا ہر ایک لفظ ترتیب سے رکھا گیا ہے .... جب کوئی قرآن کریم پر غور کرے تو اس بات کو مدنظر رکھے'' (صفحہ ۴۸)

۳- ''قرآن کریم کا کوئی لفظ بے مقصد نہیں ہوتا .... کسی لفظ کو یونہی نہ چھوڑو'' (صفحہ ۴۸)

۴- ''اگر سیاق وسباق کا لحاظ نہ رکھا جائے تو معنی کرنے میں غلطی ہوتی ہے'' (صفحہ ۴۸)

۵- ''قرآن کریم اپنے ہر دعویٰ کی دلیل خود بیان کرتا ہے'' (صفحہ ۴۸)

۶- ''قرآن اپنی تفسیر آپ کرتا ہے'' (صفحہ ۴۸)

۷- ''قرآن کریم میں تکرار نہیں'' (صفحہ ۴۸)

۸- ''ہر گزشتہ واقعہ پیشگوئی کے طور پر بیان ہوا ہے'' (صفحہ ۴۸)

۹- ''قرآن کریم کا کوئی حصہ منسوخ نہیں ہے'' (صفحہ ۴۸)

۱۰- ''خدا تعالیٰ کا کلام اور اس کی سنت آپس میں مخالف نہیں ہو سکتے'' (صفحہ ۴۹)

۱۱- ''عربی زبان کے الفاظ مترادف نہیں ہوتے بلکہ اس کے حروف بھی اپنے اندر مطالب رکھتے ہیں'' (صفحہ ۴۹)

۱۲- ''کسی بات کو سمجھنا ہو تو سارے قرآن پر نظر ڈالنی چاہیے'' (صفحہ ۴۹)

پانچواں کام: حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ملائکہ کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ کیا اور فرمایا کہ:

○ ''ان کا وجود انسانوں کے لئے ضروری ہے ان سے تعلقات پیدا کر کے انسان روحانی علوم میں ترقی کر سکتا ہے'' (صفحہ ۵۲-۵۳)

چھٹا کام- انبیاء کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ: جہالت کی وجہ سے انبیاء کے بارہ میں کئی قسم کی غلط فہمیاں تھیں- لوگ عصمت انبیاء کے مخالف تھے اور انبیاء کی طرف گناہ منسوب کرتے- حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے بتایا کہ یہ خیالات بالکل غلط ہیں-

ساتواں کام- معجزات کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ: دنیا معجزات کے متعلق دو گروہوں میں تقسیم تھی- بعض لوگ معجزات کے کلی طور پر منکر تھے- بعض ہر رطب و یابس کو صحیح تسلیم کر رہے تھے- جو لوگ معجزات کے منکر تھے انہیں آپ نے ساکت کیا- جو ہر رطب و یابس کو معجزہ قرار دے رہے تھے انہیں آپ نے بتایا کہ معجزہ ایک غیر معمولی کیفیت کا نام ہے اور غیر معمولی امور کے تسلیم کرنے کے لئے غیر معمولی ثبوت کی بھی ضرورت ہوتی ہے-

آٹھواں کام- شریعت کی عظمت کا بیان: شریعت کی عظمت غیر مسلموں میں بھی اور مسلمانوں میں بھی مٹی ہوئی تھی آپ کے ذریعہ سے وہ پھر قائم ہوئی- درج ذیل غلط فہمیاں لوگوں میں پھیلی ہوئی تھیں- (۱) لوگ شریعت کو چٹی سمجھتے تھے- (۲) بعض لوگ کہتے جب خدا مل گیا تو شریعت کی ضرورت نہیں (۳) شریعت کے بارہ میں خلاف عقل استدلال کئے جاتے (۴) بعض لوگوں کے نزدیک شریعت صرف کلام الٰہی تک محدود تھی لوگ نبی کی تشریحات کو نہ مانتے-

حضرت بانی جماعت احمدیہ نے ان تمام غلط فہمیوں کا ازالہ کیا اور شریعت کی حقیقی عظمت قائم کی-

نواں کام- عبادات کے متعلق اصلاح: لوگوں میں عبادت کے متعلق ایک غلطی یہ تھی کہ لوگ کہتے اب زمانہ ترقی کر گیا ہے اس لئے پہلے زمانہ کا طریق عبادت قابل قبول نہیں- حضرت بانی جماعت احمدیہ نے بتایا کہ جسمانی عبادت کو فضول سمجھنا نہایت غلط طریق اور مہلک راہ ہے- لوگ نماز میں دعا کرنا بھول گئے آپ نے فرمایا دعا نماز میں کرنی چاہیے- بعض لوگ صرف ہاتھ میں تسبیح پکڑنے کو اور ظاہری عبادت کو کافی سمجھتے- حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ظاہری عبادت کے

ساتھ قلبی پاکیزگی پر زور دیا۔

دسواں کام - فقہ کی اصلاح: دسواں کام آپ نے یہ کیا کہ فقہ کی اصلاح کی جس میں سخت خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں اور اس قدر اختلاف ہو رہا تھا کہ حد نہ رہی تھی آپ نے اس کے متعلق زریں اصول دیا اور فرمایا شریعت کی بنیاد مندرجہ ذیل چیزوں پر ہے (۱) قرآن کریم (۲) سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (۳) احادیث جو قرآن اور سنت کے خلاف نہ ہوں (۴) تفقہ فی الدین (۵) اختلاف طبائع وحالات۔

گیارواں کام - عورتوں کے حقوق کا قیام: آپ کی آمد سے قبل عورتوں کے درج ذیل حقوق تلف کئے جاتے تھے آپ نے ان کو قائم کیا۔ (۱) ورثہ میں عورتوں کا حصہ نہیں تھا (۲) پردہ میں غیر ضروری سختی کی جاتی تھی۔ (۳) علم سے محروم رکھا جاتا تھا۔ (۴) سلوک اور مراعات سے محروم رکھا جاتا تھا (۵) نکاح کے متعلق اختیار نہیں دیا جاتا تھا (۶) خلع اور طلاق میں سختی کی جاتی تھی (۷) حقوق انسانیت کا لحاظ نہیں رکھا جاتا تھا۔ آپ نے ان سب کی اصلاح کی۔

بارھواں کام - اصلاح اعمال انسانی: تمام دنیا اعمال انسانی کی اصلاح تو ایک اہم امر سمجھتی تھی لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ یہ کام کس طرح ہوسکتا ہے۔ آپ نے قرآن کریم سے ایسے گر بتائے کہ اس مسئلہ کو حل کر دیا۔ آپ نے سب بدیوں کی جڑ مایوسی کو قرار دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر انسان کی محبت اور خوف کے جذبات کو ابھار دیا جائے تو وہ بد تاثیرات پر غالب آجاتا ہے۔

تیرھواں کام - (دین) کی ترقی کے سامان: حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے (دین) کی ترقی کے لئے مندرجہ ذیل کام کئے (۱) دعوت الی اللہ کو نئے سرے سے جاری کیا (۲) جہاد کا حقیقی تصور پیش کیا (۳) جدید علم کلام پیدا کیا (۴) سکھوں کو (دین) کے قریب کیا (۵) عربی کو ام الالسنہ قرار دیا (۶) اپنی کتب میں اسلام کے تائیدی دلائل کا عظیم ذخیرہ جمع کیا (۷) امید کو پیدا کیا۔

چودھواں کام - امن عامہ کا قیام: دنیا میں قیام امن کے لئے آپ نے درج ذیل تدبیریں کیں۔ (۱) آپ نے مذہبی بزرگوں کا احترام پیدا کیا۔ (۲) آپ نے تجویز پیش کی کہ ہر مذہب اپنی خوبیاں بیان کرے دوسرے پر اعتراض نہ کرے (۳) ملک کی ترقی کے لئے امن اور صلح کے ساتھ گورنمنٹ کے تعاون سے کوشش کی جائے۔

پندرواں کام - معاد کے متعلق خیالات کی اصلاح: آپ نے جزاء اور سزا اور باقی امور معاد کے متعلق ایک ایسی تحقیق پیش کی ہے کہ جس سے بڑھ کر اور عقل کو تسلی دینے والی تحقیق ذہن میں نہیں آسکتی۔

اعصابی تناؤ اور دباؤ سے نجات

پُرسکون اور آسودہ زندگی کے ذرائع

مرسلہ: مکرم محمد یونس جاوید صاحب دارالسلام لاہور

ہر باشعور انسان خواہ عمر کے کسی حصہ میں ہو پُرسکون زندگی چاہتا ہے- اس کی ذہنی آسودگی اور پُرسکون حالات میں حائل بلاشبہ وہ اعصابی تناؤ کی کیفیت ہے- جس کے محرک ہم خود ہیں- مگر بعض کیفیات سے گزرنے پر ہم مجبور بھی ہیں- اس کا باعث محرومی ہے مثلاً طلباء کے امتحانات، نوجوانوں کی بے روزگاری یا انتہائی مصروفیت، بڑی عمر والوں کا فارغ بیٹھے رہنا انہیں اعصابی مریض بنا دیتا ہے- اعصابی تناؤ کیا ہے یہ ایسا دباؤ ہے جو انسانی توجہ اور خیالات کو تبدیل کر دیتا ہے- درحقیقت یہ ایک ایسا ردعمل ہے جو ہماری جسمانی، جذباتی اور روحانی طاقتوں کو متاثر کرتا ہے-

اعصابی تناؤ سے بچنے کے عمومی ذرائع: اگر زندگی میں تمام غیر ضروری تناؤ خارج کر دیں تو نہ صرف زندگی پُرلطف ہوگی بلکہ جسم اور ذہن بھی تندرست رہیں گے- اس کے لئے مثبت سوچ کی ضرورت ہے اگر ہماری زندگی میں کسی قسم کا تناؤ یا دباؤ ہے تو اس کے اسباب کو ختم کرنے کے امکانات تلاش کریں اور ایسے طریقے اپنائیں جو آپ کو آرام اور سکون دے سکیں- مثلاً صبح و شام کی سیر، ہلکی ورزش، کوئی کھیل یا مشغلہ، اپنے ذہن کو صاف ستھرا رکھنا، اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرنا اور پُرعزم رہنا اعصابی تناؤ سے بچنے کے موثر ذرائع ہیں پھر اعصابی تناؤ سے بچنے کی ایک صورت یہ ہے کہ روزمرہ احساسات کو نوٹ کریں کچھ عرصہ بعد جب ان احساسات کا مطالعہ کریں گے تو تناؤ کا دور گزر چکا ہوگا- اور آپ کو یہ دیکھ کر سکون ہوگا کہ ہر وقتی پریشانی وقت کے ساتھ خود ہی ختم ہو جاتی ہے لہٰذا اس سے پریشان ہونے کی ضرورت نہ تھی- اگر یہ احساس ہو کہ جن لوگوں کی آپ بہت پرواہ کرتے ہیں ان کی طرف سے مناسب یا مثبت رویہ دکھائی نہیں دیتا تو ایسے افراد کو نظر انداز کرنا بہتر ہے- ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کریں جو آپ کو خوشی اور سکون اور اچھا ماحول دینے میں معاون ہوں-

سادہ اور متوازن غذا کا استعمال: ہمارے اعصاب پر منفی اثرات پیدا کرنے والی ایسی خوراک بھی ہے- جو مرغن اور لذیذ خوراک جسم اور ذہن کے لئے توانائی سے زیادہ تناؤ پیدا کرتی ہے- کیونکہ خوراک میں چکنائی کا زیادہ استعمال موٹاپا کا موجب بنتا ہے- جس کے نتیجہ میں کولیسٹرول اور یورک ایسڈ کی مقدار بھی بڑھ جاتی ہے- اسی طرح مشروبات اور چینی کا زیادہ استعمال میدہ، سفید پالش شدہ چاول اور نشاستہ دار اشیاء بھی صحت کے لئے چنداں مفید نہیں-

اس کے علاوہ کافی، چائے، سگریٹ، پان سے بچیں- جو وقتی طور پر تو اعصاب کو متحرک رکھتے ہیں لیکن اعصابی کمزوری کا باعث بنتے ہیں-

اعصابی یا ذہنی تناؤ یا دباؤ سے بچنے کے لئے زیادہ مقدار میں کچی سبزیاں، پھل، دالیں اور پانی کا استعمال بے حد مفید ہیں اسی طرح دودھ اور دہی بھی خوراک کا لازمی حصہ ہونا چاہیئے- چکنائی یعنی گھی، مکھن، چربی اور پنیر کم استعمال کریں اور شکر کی ضرورت تازہ پھلوں سے پوری کریں- میدے کی بجائے چوکر (چھان) ملا آٹا استعمال کریں-

سکون کے لئے آرام کرنا: جسم کو مناسب آرام دینا ذہنی سکون کے لئے بہت ضروری ہے- آنکھیں بند کر کے لیٹ جائیں- ذہن کے پردے پر خوش گوار واقعات لائیں- کسی ذاتی پیچیدہ یا اجتماعی مسئلے کو ذہن میں نہ آنے دیں- اور یکسوئی سے صفات باری تعالیٰ ذہن میں لا کر اُن کا ورد کرتے رہیں یہاں تک کہ اس میں سرور ملنے لگے- اس وقت ذہن پُرسکون ہو- کمرہ آرام دہ اور شوروغل سے پاک ہو- یاد رکھیں جب چھوٹی پریشانیوں پر قابو پانے کی صلاحیت حاصل ہو جائے گی تو ذہنی دباؤ رہے گا نہ اعصابی تناؤ اور نہ ہی دوسری بیماریاں-

خلاصہ کلام: یہ کہ

○ ذہنی تناؤ اور دباؤ سے نجات ایک متوازن، سادہ اور بااخلاق زندگی میں ہے- اس لئے اچھی عادتیں، خوش اخلاقی، رفاقت، تعاون، باہمی محبت، مشاورت، دیانت داری اور قناعت مسائل سے بچاتی ہیں- ○ سادہ اور تازہ غذا جو مرچ اور مسالحہ جات کی تیزی سے پاک ہو استعمال کریں- ○ ہلکی ورزش یا سیر، چہل قدمی جسمانی و ذہنی صحت کے لئے بہت ضروری ہیں- تازہ ہوا میں گہرے سانس لینا بھی مفید ہے- ○ ہر روز ۶ سے ۸ گلاس پانی پینا جسمانی صحت کے لئے ضروری ہے- ○ جلد بازی اور عجلت میں کھانا کھانے سے گریز کرنا چاہیئے کھانا ہمیشہ خوب چبا کر کھائیں- ○ نشہ آور، وقتی تسکین دینے والی اشیاء اور سگریٹ وغیرہ سے مکمل پرہیز رکھیں- ○ کام کے بعد خالی الذہن ہو کر کچھ دیر کے لئے آرام کریں- ○ پُرسکون زندگی کے لئے ضروری ہے کہ وہ بے جا مسابقت، رقابت، حسد، لالچ، تلخی اور لڑائی جھگڑوں سے پاک ہو- ○ شوروغل، تیز رفتار ٹریفک، غصہ، خوف، جلد بازی، نیند کی کمی اور ناقص غذائیں خراب صحت اور دباؤ کا باعث بنتے ہیں ان سے بچنے کی کوشش کریں- ○ اطمینان قلب کے لئے ذکرِ الٰہی کا نسخہ استعمال کریں- نماز پنجوقتہ کو سنوار کر خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کریں- اس سے قلب و ذہن پر مثبت اثرات پڑیں گے اور اعصابی تناؤ سے نجات ملے گی جس سے زندگی پُرمسرت اور پُرسکون ہوگی-

○ ○ ○

پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال ۲۰۰۰ء

فکر و ضمیر اور مذہب کی آزادی؟

احمدیوں کے خلاف تشدد۔ انتظامی اداروں کی بے بسی۔

انسانی حقوق کمیشن کی سالانہ رپورٹ ۲۰۰۰ء ''فکر و ضمیر اور مذہب کی آزادی'' کے بعض حصے بلا تبصرہ ہدیہ قارئین کئے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

''**مذہبی آزادی:** سال کے دوران مذہبی اقلیتوں کے خلاف تشدد کے استعمال میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا۔ بلوچستان کی ہندو برادری کو شدید دھمکیوں اور خطرات کا سامنا رہا۔

اگرچہ قانون کے ذریعے صرف احمدیوں پر ایسی پابندیاں لگائی گئی ہیں کہ آزادی سے اپنے مذہب پر عمل نہیں کر سکتے مگر معاشرتی عدم برداشت میں اضافے کے باعث تمام اقلیتوں کو امتیازی سلوک اور خوف و ہراس کا سامنا کرنا پڑا۔ بہت سی صورتوں میں انتظامیہ بھی انہیں اُن اکثریتی برادریوں کے انتقام سے محفوظ نہ رکھ سکی، جن کے درمیان وہ زندگی گزار رہے تھے۔ جب کہ ایسے واقعات بھی سامنے آئے جہاں انتظامیہ نے اقلیتوں کو تحفظ فراہم کرنے کی کوشش ہی نہیں کی ....''

احمدی: احمدیوں کے خلاف نفرت انگیز مہم جاری رہی، جس کی قیادت تحریک تحفظ ختم نبوت اور بعض دوسرے مذہبی گروہوں کے ہاتھ میں تھی۔ سب سے ہولناک واقعہ جس میں ۵ احمدی زندگی سے محروم کر دیئے گئے، ۳۰ اکتوبر کو سیالکوٹ کے نزدیک ایک گاؤں میں ہوا۔ نامعلوم قاتلوں نے احمدیوں کی عبادت گاہ ''بیت الذکر'' پر فائرنگ کھول دی، جب کہ وہاں اس وقت احمدی عبادت میں مصروف تھے۔ حاضرین میں سے پانچ افراد گولیوں کی زد میں آکر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

ایک خوف زدہ گواہ نے بتایا کہ حملہ آور شلوار قمیص پہنے ہوئے تھے اور ان کے چہروں پر داڑھیاں تھیں۔ فائرنگ نے پورے گاؤں میں خوف و ہراس پھیلا دیا۔ اس گاؤں کی ۵۰ فیصد آبادی احمدیوں پر مشتمل تھی۔ پچھلی کئی دہائیوں سے مسلمان اور احمدی اس گاؤں میں پرامن زندگی گزار رہے تھے۔ ابتدائی تحقیقات میں بتایا گیا کہ یہ وحشیانہ اقدام علاقے کی ایک فرقہ پرست تنظیم کا ہو سکتا ہے۔ اس حملے نے ایک بار اس خطرے کی نشاندہی کر دی تھی جو انتہا پسند تنظیموں کو عدم رواداری پر مبنی روایت کو فروغ دینے اور قدامت پرست علماء اور واعظوں کو نفرت انگیز تقریریں کرنے اور پرامن شہریوں کے خلاف تشدد پر اکسانے کی آزادی دینے سے رونما ہو سکتا ہے۔ حکومت نے ان تمام سرگرمیوں کا راستہ روکنے میں جس غفلت کا مظاہرہ

کیا، اس طرح کے وحشیانہ اور بہیمانہ واقعات اس غفلت کا نتیجہ ہیں۔ پولیس نے دسمبر کے شروع میں حملہ آوروں میں سے تین کو گرفتار کر کے تفتیش شروع کی تو یہ امکان سامنے آیا کہ اس حملے کا ایک اہم عنصر ذاتی انتقام بھی ہوسکتا ہے۔

اسی طرح کا ایک ہولناک سانحہ ۱۰ نومبر کو سرگودھا کے قریب گاؤں تخت ہزارہ میں وقوع پذیر ہوا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعلق رکھنے والے ایک مقامی خطیب نے جو احمدیوں کے خلاف معاندانہ حملوں میں پیش پیش تھا، احمدیوں کے خلاف ایک احتجاجی مظاہرے کی قیادت کی۔ اس مظاہرے میں مدرسے کے چند طالب علم شامل تھے۔

اطلاعات کے مطابق اس کے اشتعال انگیز اقدامات نے احمدیوں کو بھی ردعمل پر مجبور کر دیا۔ مقامی علماء نے اس واقعے کو مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانے کے لئے استعمال کیا جو احمدیوں کی عبادت گاہ کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ احمدی اپنی جانیں بچانے کے لئے چھت پر چڑھ گئے لیکن ہجوم نے لاٹھیوں اور اینٹوں سے ان پر حملہ کر دیا جس میں ۵ احمدی مارے گئے۔ ضلعی انتظامیہ بہت تاخیر سے پہنچی۔ پنجاب کے گورنر نے فوری طور پر وقوعے کی عدالتی تحقیقات کا حکم جاری کیا۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے نومبر میں حقائق کی تلاش کے لئے ایک مشن بھیجا جس نے محسوس کیا کہ علاقے میں آباد احمدی مسلسل خوف اور کھچاؤ کا شکار تھے حالانکہ وقوعے کو کئی ہفتے گذر چکے تھے۔ احمدیوں کے خلاف مذہبی تعذیب کا سلسلہ سال کے دوران ملک کے طول و عرض میں خطرناک حد تک بڑھتا ہوا محسوس ہوا۔ ۲۰۰۰ء کے آخری مہینوں میں زیادہ واقعات ہوئے۔ احمدیوں کی عبادت گاہوں پر قبضہ اور قبرستانوں میں ان کی قبریں اکھاڑ کر میتوں کو نکال پھینکنے کے واقعات بھی رپورٹ ہوئے۔ ان کے خلاف فتوے بھی جاری کئے گئے۔ سال کے دوران کم از کم چار احمدیوں کو ان کے عقائد کے باعث قتل کیا گیا۔ ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کے بعد احمدیوں کے خلاف بنائے جانے والے قوانین کے تحت مقدموں کے اندراج کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

اکتوبر میں احمدیوں کے ایک نمائندے نے امریکہ کے کمیشن برائے مذہبی آزادی کے پینل کو پاکستان میں مذہبی آزادی کی صورت حال کے بارے میں ایک سماعت کے دوران بتایا کہ اپریل ۱۹۸۴ء سے دسمبر ۱۹۹۹ء تک ۷۵۳ / احمدیوں کو کلمے کی نمائش پر اور ۳۷۹ کو خود کو مسلمان ظاہر کرنے پر گرفتار کیا گیا۔ (احمدیوں کے خلاف مقدمات کا سیکشن بھی دیکھیں)

ایک نمایاں احمدی مخالف رہنما مولانا منظور احمد چنیوٹی نے ایک بار پھر اس ضمن میں اہم کردار ادا کیا۔ ۲۴ / اگست کو ملتان کی ایک مسجد میں جہاں انہیں ''فاتح احمدیت'' کا خطاب دیا گیا۔ سامعین کو دو گھنٹے طویل تقریر میں اپنے اس ۳۰ سالہ ''جہاد'' کی تفصیلات بتائیں جس کا نتیجہ ربوہ کے نام کی تبدیلی کی صورت میں نکلا۔ ربوہ احمدیوں کی اس بستی کا نام ہے جو انہوں نے آزادی کے وقت پنجاب حکومت سے لیز پر زمین لے کر آباد کی تھی۔ اب اس کا نام بدل کر ''چناب نگر'' رکھ دیا گیا

ہے۔ مولانا چنیوٹی نے اپنی تقریر میں لوگوں سے کہا کہ جہاں کسی احمدی کو اپنے عقیدے پر عمل کرتے ہوئے پائیں، پہلے جوتوں سے اس کی پٹائی کریں اور پھر پولیس کے حوالے کر دیں۔ مولانا نے سال کے دوران ایسی کئی حملہ پرور تقریریں کیں۔

احمدیوں کے خلاف تشدد اور احمدی افراد یا ان کی عبادت گاہوں پر حملوں کی رپورٹیں سال کے دوران ملک کے جن مختلف شہروں سے مسلسل آتی رہیں، ان میں کراچی، اوکاڑہ، سرگودھا، جھنگ، مانسہرہ، کوٹلی اور دیگر مقامات شامل ہیں۔ کئی مقامات پر احمدیوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے کے لئے فتوے جاری کیے گئے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ گورنر پنجاب کے مذہبی مشیر علامہ طاہر اشرفی کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ احمدی مخالف عناصر سے جن میں مولانا چنیوٹی بھی شامل ہیں، گہرے قریبی تعلقات رکھتے ہیں۔

ایک نسبتاً نیا رجحان جو پچھلے چند برسوں میں سامنے آیا وہ عام قبرستانوں سے احمدیوں کی میتوں کو قبریں اکھیڑ کر باہر نکالنے کا تھا۔ ایسا ایک واقعہ اگست میں چک ۲۰۳ ر ب (فیصل آباد) میں پیش آیا۔ ملک نذر محمد کو ایک ایسے قبرستان میں دفن کیا گیا جہاں پہلے سے ۱۵ احمدیوں کی قبریں موجود تھیں۔ انتہا پسندوں نے ڈپٹی کمشنر کو درخواست دی جو اس نے کارروائی کر کے سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس بھجوا دی۔ پولیس نے احمدیوں کو ہدایت کی کہ وہ میت کو قبر سے نکال کر کہیں اور دفن کریں۔ احمدی برادری کے بڑوں نے مقامی مجسٹریٹ کے پاس اپیلیں دائر کیں، لیکن ضلعی انتظامیہ نے انتہا پسندوں کے دباؤ میں آ کر میت کو قبر سے نکال کر منتقل کر دیا اور بے یار و مددگار احمدیوں کے احتجاج کو نظر انداز کر دیا گیا۔

دفعہ ۲۹۵ بی (۲) اور ۲۹۸ سی (PPC) کے غلط استعمال کے بارے میں ایک تنبیہہ اور وارننگ پر مبنی صدا سپریم کورٹ کے سابق جج جناب جسٹس مامون قاضی کے مضمون کی صورت میں کراچی سے نکلنے والے ایک قومی سطح کے انگریزی اخبار میں جولائی کے مہینے میں سامنے آئی۔ ان دفعات کے ذریعے احمدیوں کے لئے اپنے آپ کو مسلمان کہنے اور اپنے عقیدے کو اسلام قرار دینے کی ممانعت کی گئی تھی۔ تاہم پریس نے مجموعی طور پر ایک منفی کردار ادا کیا۔ خاص طور پر مقامی زبانوں میں شائع ہونے والے اخبارات نے غلط رپورٹنگ کر کے جذبات کو ہوا دی، احمدیوں کے بارے میں جھوٹے الزامات شائع کر کے پورے ملک میں انہیں ہراساں کرنے والی فضا پیدا کیے رکھی۔

نومبر میں پشاور ہائی کورٹ نے صوبائی حکومت کی طرف سے احمدیوں کی کتابوں کی اشاعت پر پابندی کے خلاف درخواست کی سماعت کے لئے ایک بڑا بنچ تشکیل دینے کی اپیل قبول کر لی۔ اس میں جمعیت علماء اسلام کو فریق بنایا گیا تھا۔"

(پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال ۲۰۰۰ صفحہ ۱۸۲ تا ۱۸۷)

o o o

community from the Punjab government soon after independence. Being changed to Chenabnagar.

Chinioti also called on people to beat up with shoes any Ahmadis found practising their creed and then hand them over the police. The Maulana had also delivered other similar attacks during the year.

Reports of violence against Ahmaids, including attacks on members of their community or on places of worship, continued to come in through the year from Karachi, Okara, Sargodha, Jhang, Manshera, Kotli and other location. In many cases religious edicts had contributed to an incitement of hatred against Ahmadis.

A comparatively new trend, which gained pace over the year, was the disinterring of the bodies of Ahmadis buried at common graveyards. One case which came to light took place in August, at Chak 203R/B near Faisalabad. After an Ahmadi, Malik Nazar Mohammad, was buried at the graveyard, where 15 Ahmadi graves already existed, extremists sent an application to the Deputy Commissioner, who directed the Superintendent of Police to take action. The Ahmadi community was then directed by police to disinter the body and take it elsewhere. Despite appeals by community elders to the local magistrate, the district administration, apparently under pressure from extremists had the body removed from the grave and shifted, ignoring protests from helpless Ahmadis.

A voice warning of the potential misuse of sections 298B (2) and 298-C of the Pakistan Penal Code, which prohibit the Ahmadis from calling themselves Muslim or their faith Islam, was raised by Justice (retd) Mamoon A Kazi, a former Supreme Court Judge, in a major Karachi-based English language daily in July. However in other cases, the press did not fully realize the injustice and dangers in sensationalizing such cases, leveling false allegations or contributing to the harassment faced by Ahmadis everywhere in the country.

In November, the Peshawar High Court (PHC) accepted a petition to set up a larger bench to hear a case challenging the decision of the NWFP government to ban books by Ahmadis. The Jamiat-e-Ulema-e-Islam (JUI) was made a respondent in the case." ***(Human Rights Commision of Pakistan Page 125-131)***

a local clergyman linked to the Khatm-e-Nabuwat group, active in increasingly hostile attacks on Ahmadis. He was accompanied by some madrassah students.

His provocative actions led, according to reports, to local Ahmadis rebuking him. As the incident flared up, a mob converged on the Ahmadi's place of worship. While the Ahmadis climbed to the roof to save themselves, they were attacked with bricks and sticks, resulting in the death of five members of the community.

District officials arrived at the spot to late to avert this, while the Punjab Governor ordered a judicial inquiry into the episode soon after the violence broke out. An HRCP fact-finding team that visited the area in November found persisting tensions and fear among the Ahmadis in the weeks after the incident.

Persecution of Ahmadis also seemed to be on the rise across the country during the year, with the number of episodes climbing during the later months of 2000. The incidents reported included those of Ahmadi places of worship being taken over, bodies of Ahmadis buried at graveyards being disinterred and religious edicts (fatwas) issued against Ahmadis. At least four Ahmadis were murdered over the year in cases that appeared to stem from intolerance for their beliefs. Cases also continued to be registered against members of the community under specific section of law introduced under the constitutional amendment of 1974. A representative of the Ahmadi community appeared on October before a Panel of the US Commission of International Religious Freedom. Conducting a hearing on the state of religious freedom in Pakistan. He stated that since April 1984 to December 1999, as many as 753 Ahmadis had been arrested for displaying the 'Kalima' and another 379 for 'posing as Muslims. ***[See also section on cases against Ahmadis]***

Maulana Manzoor Ahmed Chinioti, one of the most active anti-Ahmadi Leaders in recent years, again played a leading role in this respect. On August 24, he spoke as a guest at a Multan mosque, where he is introduced as the 'Conqueror of Ahmadis'.

Mulana Chinioti detailed to the audience over a two-hour period how his thirty-year 'jehad' against Ahmadis had resulted in the name of Rabwah, the name given to a settlement of Ahmadis based on land leased by the

Human Rights Commission of Pakistan

Freedon of Thought Conscience and Religion

"**FREEDOM OF RELIGION:** A considerable increase in violence against religious minorities was recorded during the year, with Hindu communities in Balochistan facing some of the worst threats in their history.

Though only Ahmadis are restricted under the law from practising their religion due to ………………… faced discrimination and harassment. In many cases, even administrative efforts failed to rescue them from the wrath of communities within which they lived. In other episodes the administration failed to make even an attempt to offer protection.

AHMADIS: Ahmadis continued to be made the target of growing hatred, spearheaded by groups such as the Taehrik-e-Khatm-e-Nabuwat.

One of the most devastating episodes, causing the death of five Ahmadis, tool place on October 30, at a village near Sialkot, where unknown assailants opened indiscriminate firing on the 'Baitul Zikr' (House of worship) in the area, at a time when Ahmadis were at prayer. The bullets killed five of those present at the premises.

The assailants described by horrified eyewitnesses as bearded men in 'shalwar-kameez' caused panic in the village, where almost 50 percent of the population comprise of Ahmadis. The settlement had remained peaceful for many decades, with Ahmadis residing side by side with their neighbors. Initial findings suggested the brutal attack could have been the work of an extremist sectarian group. The attack highlighted once again the dangers presented by the negligence of the government in curbing the actions of such organizations and permitting the culture of intolerance to grow rapidly through the freedom allowed to orthodox clerics to preach hatred at sermons and advocate violent action against peaceful citizens. Police had by early December apprehended three of those accused of taking part in the attack, and were investigating the case, in which they believed an element of personal enmity could have played a part.

An equally frightening incident took place on November 10 at Takht Hazara, near Sargodha, where a protest was staged against Ahmadis led by

انتخاب از کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی......

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے — کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مرا دل اُس نے روشن کر دیا ہے — اندھیرے گھر کا میرے وہ دِیا ہے
حیاتِ جاوداں ملتی ہے اس سے — کلامِ پاک ہی آب بقا ہے
مرا ہر ذرّہ ہو قربانِ احمدؐ — مرے دِل کا یہی اِک مُدّعا ہے
اُسی کے عشق میں نکلے مری جاں — کہ یادِ یار میں بھی اِک مزا ہے
مجھے اِس بات پر ہے فخر محمودؔ — مرا معشوق محبوب خُدا ہے
محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے — محمدؐ جو کہ محبوب خُدا ہے
ہو اس کے نام پر قربان سب کچھ — کہ وُہ شاہنشہِ ہر دو سرا ہے
اُسی سے میرا دِل پاتا ہے تسکیں — وہی اِک راہِ دیں کا رہنما ہے
خدا کو اُس سے مِل کر ہم نے پایا — وہی اِک راہِ دیں کا رہنما ہے

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

MONTHLY ANJAKULLAH

EDITOR:
NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. # : CPL - 92
June 2001

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض جاودانی جاری ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

''.............آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جاودانی زندگی پر یہ بھی بڑی ایک بھاری دلیل ہے کہ حضرت ممدوح کا فیض جاودانی جاری ہے اور جو شخص اس زمانے میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ بلاشبہ قبر میں سے اٹھایا جاتا ہے اور ایک روحانی زندگی اس کو بخشی جاتی ہے- نہ صرف خیالی طور پر بلکہ آثارِ صحیحہ صادقہ اس کے ظاہر ہوتے ہیں اور آسمانی مددیں اور سماوی برکتیں اور رُوح القدس کی خارق عادت تائیدیں اس کے شامل حال ہو جاتی ہیں اور وہ تمام دنیا کے انسانوں میں سے ایک متفرد انسان ہو جاتا ہے- یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اُس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اپنے اسرارِ خاصہ اُس پر ظاہر کرتا ہے اور اپنے حقائق و معارف کھولتا ہے اور اپنی محبت اور عنایت کے چمکتے ہوئے علامات اُس میں نمودار کر دیتا ہے اور اپنی نصرتیں اُس پر اُتارتا ہے اور اپنی برکات اُس میں رکھ دیتا ہے اور اپنی ربوبیت کا آئینہ اُس کو بنا دیتا ہے- اُس کی زبان پر حکمت جاری ہوتی ہے اور اُس کے دل سے نکاتِ لطیفہ کے چشمے نکلتے ہیں- اور پوشیدہ بھید اُس پر آشکار کئے جاتے ہیں- اور خدا تعالیٰ ایک عظیم الشان تجلّی اُس پر فرماتا ہے اور اُس سے نہایت قریب ہو جاتا ہے- اور وہ اپنی استجابت دُعاؤں میں اور اپنی قبولیتوں میں اور فتح ابواب معرفت میں اور انکشاف اسرار غیبیہ میں اور نزول برکات میں سب سے اوپر اور سب پر غالب رہتا ہے چنانچہ اِس عاجز نے خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر انہیں امور کی نسبت اور اِسی اتمام حجت کی غرض سے کئی ہزار رجسٹری شدہ خط ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے نامی مخالفوں کی طرف روانہ کئے تھے تا کہ اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ یہ روحانی حیات بجز اِتّباع خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور ذریعہ سے بھی مل سکتی ہے تو وہ اس عاجز کا مقابلہ کرے- اور اگر یہ نہیں تو طالب حق بن کر یک طرفہ برکات اور آیات اور نشانوں کے مشاہدہ کے لئے حاضر آوے لیکن کسی نے صدق اور نیک نیتی سے اِس طرف رُخ نہ کیا اور اپنی کنارہ کشی سے ثابت کر دیا کہ وہ سب تاریکی میں گرے ہوئے ہیں-.................''

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۲۱-۲۲۲)